بعونہ تعالیٰ

رسالۂ اعتقادیہ اردو

یہ رسالہ الموسوم بہ لیلیہ زبانِ عربی میں تصنیفات سے فاضل اجل وعالم بے بدل جناب ملّا محمّد باقر مجلسی اصفہانی علیہ الرحمۃ کی ہی چونکہ عربی زبان میں تھا و عوام الناس اِس سے کوئی دینی استفاضہ حاصل نہیں کر سکتے تھے بنابراں بنظر سہولیت عوام اردو میں عالیجناب فیض مآب مولانا مولوی خواجہ عابد حسین صاحب مدظلہ العالی مدرس اعلےٰ مدرسہ منصبیہ سے اسکا ترجمہ کرایا اِس رسالہ میں وہ تمام عقائد موجود ہیں جو مجتہدین قبل از وفات بنابر آگہی خاص و عام کے رقم فرما کر چھوڑ جاتے ہیں کہ ہمارے دین کی نسبت یہ عقائد ہیں۔ فقط

بمطبع یوسفی دہلی در سنہ ۱۳۱۲ھ طبع شد

تعداد طبع ۵۰۰ جلد قیمت فی جلد ۲

ان الدین عند اللہ الاسلام

بعونہ وسبحانہ ترجمہ رسالہ اعتقادیہ اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی

المعروف

ذلیلہ ۱۸۹۷ء

ترجمہ اردو

لیلیہ ۱۳۱۴ھ

مترجمہ

مولانا مولوی خواجہ عابد حسین انصاری سہارنپوری مدرس مدرسہ صفدریہ میرٹھ

مطبع یوسفی دہلی میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد وثنا کا مستحق اللہ جل شانہ ہے جس نے شرائع دین پہ چلنا ہمارے لئے سہل و
آسان کیا اور اُسکے علامات اور نشانوں کو واضح فرمایا اور مناہج یقین کو بیان فرماکر
اپنے انعام کو ہم پر کامل کیا اور اُسکے انعام خاص سے یہ امر ہے کہ سید انبیا و نخبۂ اصفیا کے
ہمکو ممتاز کیا جنکی وجہ سے اُسنے ہمکو ڈوبتے ہوے چاہِ ہلاکت سے کھینچ لیا اور اعلیٰ درجات
پر ترقی کرنیکے طریقہ اونکے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوگئے اور ہمکو اہلبیتِ نبی سے مکرم فرمایا
جو سادات بشر اور شفیعِ روزِ محشر ہیں اُنکے نورِ ہدایت سے ہمارے قلوب کو منوّر اور
اُنکے اسرار سے ہمارے سینونکو گشادہ کیا رحمتِ کاملہ ہو اُنکی اونپر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
اور لعنت خدا کی اُنکے جمیع اعدا پر اما بعد حمد و نعت عرض کرتا ہے مشتاق و محتاج
رحمتِ پروردگار غافر محمد تقی کا بیٹا محمد باقر خدا اُنکے نامۂ اعمال کو اُنکے دہنے ہاتھ میں
دے اور حسابِ یوم الحساب اونپر آسان کرے کہ مجھ سے اوس شخص نے سوال کیا جسکو خدا
نے مسالکِ حق اور رشد کی تلاش میں ہدایت کی اور اُسکے دلمین روزِ معاد کا خوف ودیعت کیا
کہ میں اُسکے لئے اون مطالب کو بیان کروں جنکی جانب مجکو ہادیِ حقیقی نے ہدایت کی

نجات کے طریقوں سے اس زمانہ میں جس میں لوگوں پر طرق حق و باطل مشتبہ ہو گئے اور مسلک دین تاریک ہیں شیطان نے اپنے تابعین پر تسلط پایا اور انکو مہلکوں میں پہنچایا شیاطین جن و انس اور انکے احزاب نے سالکان طریق خدا شناسی کے رستوں پر اپنے پھندے اور جال جتنے پائیں پھیلائے اور بدعت و ضلالت کو بصورت حق بنا کر دکھلایا ہے پس ضرور ٹھہرا میرے ذمہ یہ امر کہ میں اسکے لیئے مناہج حق اور نجات کو روشن نشانیوں اور واضح دلائل سے بیان کروں اگرچہ فراعنہ بدعت و طغیان سے میں فی الجملہ خائف ہوں پس اے برادران دینی تمکو یہ بات معلوم رہے کہ میں تم سے نصیحت اور خیر خواہی کو اٹھا نہ رکھونگا اور بیان حق میں جو مجھکو معلوم ہوا ہے پہلو تہی نکروں گا اگرچہ کچھ لوگوں کو گراں گذرے ولیکن میں راہ خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت کا خوف نہیں کرتا اے برادران ایمانی ادہر اودہر مت ڈھونڈھو یقینا جان لو کہ خدا نے تمام مخلوق سے زیادہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ اور انکے اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کو مکرم کیا ہے اونکو اپنی کل مخلوق پر فضیلت عطا کی اپنی رحمت اور علم وحکمت کا معدن اونکو قرار دیا اس عالم ایجاد کی ایجاد کے اصلی مقصود وہی ہیں اور شفاعت کبریٰ اور مقام محمود سے وہی بزرگوار مخصوص ہیں شفاعت کبریٰ سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرات فیوض الٰہی کے فیضان کا واسطہ اور اسباب ہیں اس عالم فانی میں بھی اور اُس عالم جاودانی میں کہ فیوض الٰہی اور مراحم قدسیہ باری تعالیٰ کی قابلیت اصلاً انہیں میں ہے انہیں کے طفیل سے سائر موجودات کو رحمت پہنچتی ہے یہی حکمت ہے جسکی وجہ سے اونپر ہر ایک حاجت کے وقت درود بھیجنا اور توسل چاہنا لازم ہے کہ جب اونپر صلوۃ بھیجی گئی تو پھر دعا رد نہو گی اسلیے کہ مبدء منعم فیاض ہے اور محل فیض کی قابل و لائق ہے پھر

کیونکر وہو اُنہیں کی برکت سی ہر ایک سائل بلکہ جمیع مخلوقات پر فیض جاری ہوتا ہی
ہم انسانی کی نظر سے ایک مثال دیتے ہیں جسکی وجہ سے یہ مضمون عام فہموں سے قریب تر
ہو جاوے خیال کرو کوئی کُردی یا اعرابی یعنی جنگلی گنوار جاہل غیر قابل اکرام کسی بادشاہ
کے دربار میں حاضر ہو اور سلطان حکم فرمائے کہ ہان دسترخوان پھیلائے جاویں اور ہر ایک
نوع کی عزت و تکریم اسکی کیجاوے تو ظاہر ہے کہ تمام عاقل بادشاہ کو کم عقل اور سخیف الرائے
سمجھینگے اور اگر یہی سامان بلکہ اس سے زیادہ کسی مقرب حضرت یا وزیر امیر یا سپہ سالار وغیرہ
افسر فوج کے لئے کیا جاوے اور وہ کُردی یا اعرابی بھی اوسکے طفیل میں اوس دعوت
میں شریک ہو کر اُنہیں نعمتوں کو کھاوے تو کسی کے نزدیک غیر مستحسن نہ کہلاویگا بلکہ اگر
اوس سے ہزار ہا درجہ بہتر نوش کرے تو بادشاہ کے جمیل کرم میں داخل ہوگا بلکہ بعض اوقات
ایسی حالت میں مانع ہونا بخل اور قبیح شمار ہوگا اور یہ بھی وجہ ہے کہ جناب اقدس اور
حریم ملکوت مالک الملک سی چونکہ ہم نہایت دور ہیں اور اوسکی ساحت عزت و جبروت
سے ہمکو کچھ لگاؤ اور رابطہ نہیں ہے تو تمہارے اور ہمارے رب کے درمیان ضرور کچھ سفیر
اور حاجب ہونے چاہئیں جنمیں جنبہ قدس کے علاوہ جنبہ بشریت بھی ہو قدسیت کی راہ سی
اونکو جناب مقدس اعلیٰ سے ارتباط ہوگا اور وہان سے ہر ایک قسم کے حکم و احکام حاصل
کرینگے اور بشریت کی وجہ سے اونکو مخلوقات سے اک نسبت ہوگی جس مناسبت سے جو اونکو
پروردگار سے ملا ہی خلق کو پہنچاویں اسیوجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے تمام سفیر اور نبیا کو ظاہر میں
جنس بنی آدم سے بنایا اور باطن میں وہ بالکل خلق سے علیحدہ تھے نہ اون کی یہ طور
و طریقہ نہ یہ عادات اونکی نفس ہی کچھ اور اونکی قابلیت ہی جُدا تھی اور وہ مقدس
روحانی ہیں فقط اس غرض سے کہ اُمت کو نفرت اور وحشت نہو اور اونکی بات

مان لیں اور ہم جنس اور ہم شکل ہونیکی وجہ سے مانوس رہیں اُنھوں نے یہ کہا ہی اِنّما
انا بشر مثلکم کہ بیشک میں ایک انسان ہوں تم جیسا اسی بیان کیجانب اشارہ ہے
کلام باری میں ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا وللبسنا علیہم ما یلبسون
کہ اگر ہم ملائکہ کو نبی مقرر کرتے جیسا کہ کفار کا زعم ہے تو البتہ ہم اوسکو انسان مرد بناتے
اور اوسکو وہی لباس پہناتے جو آدمی پہنتے ہیں اور اس ہی بیان سے اس حدیث
کی تفسیر کرسکتے ہیں جو عقل کے باب میں مشہور ہی کہ عقل سے مراد خود نفس نبیؐ ہو اور
اوسکو آنیکا حکم جو دیا گیا اوس سے مراد مراتب فضل و کمال اور درجات قرب اور وصال
کی تحصیل و طلب ہو اور پلٹنے کے حکم سے انتہائی کمال کو پہنچنے کے بعد اس مرتبہ اعلیٰ
سے مرتبہ ادنےٰ کیجانب مائل ہونا خلق خدا کی تکمیل کی غرض سے مراد ہو اور ممکن ہی کہ حق تعالیٰ
کا کلام ذیل بھی اسی جانب اشارہ ہو قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا
کہ خدا نے اوتارا تمھاری جانب ذکر یعنی مذکر کو جو رسولؐ ہی یا رسول بنا کر کہ اتارنے
اور نازل کرنیسے مراد ہو انکا اس درجہ قصوی سے جسکے ملک مقرب کو وسعت ہی
نہ نبی مرسل کو معاشرت خلق اور اونکی ہدایت و موانست کی جانب نزول فرماتا ہی
اسیطرح تمام فیوضات اور کمالات میں خلق اور خالق کے درمیان وہی برگزیدگان
درگاہ واسطہ اور وسیلہ ہیں ہر ایک فیض اور جود کی ابتدا اونہیں حضرات سلام اللہ
علیہم سے ہے اونکے بعد اور مخلوق تک پہنچتی ہے پس اوپر درود بھیجتے ہیں رحمت
کو اوسکے معدن کی جانب کھینچنا ہی اور فیوض کو اوسکے مقسم کیطرف جہاں سے وہ تمام
مخلوق پر تقسیم ہوتے ہیں بعد اسکے یہ جانو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے اپنے نبیؐ کو جب
کامل کر لیا اور کہدیا کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی

جو دیوے تمکو رسولؐ وہ لے لو اور جس سے منع کرے اور بندرہے اوس سے باز رہو تو ہمکو واجب ہے
اور حق تعالیٰ کے حکم کے موافق ہم اصولِ دین اور فروع دین اور امورِ معاش اور معاد میں
رسولؐ کی متابعت کریں اور کل باتوں کو انہیں حضرت سے حاصل کریں اور رسول اللہ نے
تمام علم حکمت اور معرفت اور احکام اور آثار کو اور جو کچھ اونپر آیات قرآن اور معجزات
نازل ہوا ہے سب اپنے اہلبیت کی سپرد کیا ہے چنانچہ بطریق تواتر ہر ایک شخص جانتا ہے
یا جانتا ہے کہ رسولِ خدا نے انکے باب میں فرمایا انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض کہ میرا ترکہ
تم میں دو بھاری چیزیں ہیں ایک خدا کی کتاب ایک میرے عترت و اہلبیت یہ دونوں
ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہاں تک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں اس
حدیث سے اور دوسرے اخبار مستفیضہ سے یہ بات معلوم ہے کہ قرآن کا علم اہلبیت کے
پاس ہے کیا لفظوں کا اور کیا معنوں کا دوسرے کے پاس نہیں۔ اور اون حضرات نے
ہمارے لئے اپنی احادیث کو چھوڑا ہے پس اس زمانہ یعنی غیبت کے زمانہ میں سوائے
اونکے اخبار اور آثار کے تمسک اور تدبر کرنے کے دوسرا کوئی وسیلہ نہیں فی الحال یعنی
احادیث آئمہ بجائے ائمہ ہمارے لئے کتاب وسنت کو ہادی ہیں لیکن غفلت سے لوگوں
نے آثارِ اہلبیت کو ترک کیا اور اپنی رایوں پر چلنے لگے بعض آدمی حکما کے مسلک پر
چلتے ہیں جو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسرونکو بھی انھوں نے گمراہ کیا نہ وہ کسی نبی
کے مقر تھے نہ کسی کتاب پر ایمان لائے تھے محض اپنی عقولِ فاسد اور آراے کاسد پر
اونکو بھروسہ تھا اونکو ان لوگوں نے اپنا امام اور پیشوا بنالیا صحیح وصریح النصوص میں جو ائمہ
ہدیٰ سے پہنچی ہیں مذاہب حکما کے خلاف پاکر تاویل کرتے ہیں باوجودیکہ خود بھی جانتے ہیں

کہ اونکے دلائل اور اونکے شبہات نہ ظن وگمان پیدا کرتے ہیں نہ وہم بلکہ اونکو فسکر
مکڑی کے جال کی موافق ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ باہم حکما میں سخت اختلاف ہی
ایک کی رائے ایک سے جُدا ہے کوئی اونمیں مشائی کہلاتا ہی کوئی اشراقی اور بہت کم ایسا ہی
کہ ایک گروہ کی رائے دوسرے گروہ سے مطابقت رکھتی ہو ذیل مثلاً ایک کہتا ہی کہ آفتاب
زمین کے گرد گھومتا ہی دوسرے کا دعویٰ ہی کہ زمین کا کرہ آفتاب کے گرد پھر جاتا ہے
ایک فرقہ آسمانوں کا مقر دوسرا منکر ایک کے نزدیک عالم ایک علت کا معلول ہے
دوسرے کے خیال میں عالم خود بخود ہی وغیر ذلک من الهفوات اسی وجہ سے مصنف صاحب
فرماتے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حق تعالی اپنے بندوں کو اصول عقائد کے باب میں اونکی
رائے پر چھوڑ دے کہ وہ جہالت کے میدانوں میں بھٹکتے پھریں بخدا مجھے حیرت ہی کہ محض
ایک حسن ظن کی بنا پر جو اونکو ایک بیدین ولامذہب وکافر یونانی سے ہے واضح
اور صریح نصوص ہیں جو اہلبیت عصمت وطہارت سے پہنچی ہیں اونکی تاویل پر کیسی جرات ہوتی
ہی اور بعض ہمارے زمانہ کے لوگوں نے بدعت اور ایجاد کو مذہب سمجھ لیا اوسی کے موافق
خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اون بدعات کا تصوف نام رکھا ہی وہ رہبانیت
جس سے ہمارے نبیؐ نے ہمکو ممانعت کی ہے اوسکو اختیار کیا یہ نہیں جانتے کہ حضرت
نے حکم فرمایا ہے کہ نکاح کرو خلق سے ملو جلو مومنین کی صحبتوں میں شریک ہو اور ایک
دوسرے کی ہدایت کرو اور جماعت میں حاضر ہوا کرو اور احکام الٰہی کی تعلیم وتعلم سیکھنا
سکھانا مریضوں کی عیادت جنازوں کے ساتھ جانا مومنین کی ملاقات برادران ایمانی
کی حاجات میں سعی کرنا اچھی بات کو سمجھانا بری بات سے منع کرنا خدا کی حدود کو قایم
رکھنا احکام الٰہی کو پھیلانا رواج دینا اور وہ رہبانیت جسکو ان صوفیہ نے ایجاد کیا ہی

اُس سے یہ سب واجبات اور سنن متروک ہو گئے پھر یہ امر ہی کہ اس رہبانیۃ میں انھوں نے نئی نئی عبادتیں احداث و اختراع کی ہین کہیں ذکر خفی ہی جو ایک وضع خاص پر ایک خاص عمل ہے جسکی بابت نہ کوئی آیت اتری نہ حدیث آئی نہ کسی امام کا قول ہی نہ صحابی کا فعل اور جو کام ایسا ہو وہ اُنکے نزدیک بھی بدعت ہی حرام ہی بلا شک لاریب رسولخدا نے فرمایا ہے کل بدعة ضلالة وکل ضلالة سبیلها الی النار کہ جو بدعت ہی وہ گمراہی ہی اور ہر گمراہی جو ہے اوسکا راستہ جہنم ہے از آنجملہ ذکر جلی ہی جس میں اشعار کا گانا گدھونکی طرح چیخنا چلانا ہی اور خدا کی عبادت کرتے ہین تصدیہ اور مُکاسے یعنے چیخنے چلانے اور سیٹی اور تالیاں بجانے کو عبادت خدا سمجھتے ہین اور سوائے ذکر بدعت ذکر خفی و جلی کے اور کوئی اونکے لئے عبادت ہی نرہی تمام نوافل اور مسنون کاموں کو چھوڑ چھاڑ دیا اور نماز فریضہ میں غراب کی طرح ٹھونگیں مار نے پر قناعت کرتے ہیں اور اگر علمائے ربانی کا خیال نہوتا تو عجب نہ تھا کہ بالکل نماز کو ترک کر دیتے ذیل چنانچہ جب وصل کا درجہ سالک کو اونکے زعم میں حاصل ہو گیا یعنی خدا سے جا ملا تو پھر نماز ہے نہ روزہ اور ہو تو کسکا خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ آپ ہی عابد اور آپ ہی معبود ہمہ اوست ہی اور خدا لعنت کرے اسپر بھی اکتفا نہین کرتے اصول دین اور قواعد مذہب میں تحریف کرتے ہیں وحدت وجود کے قائل ہیں اور وحدت وجود کے جو معنی اس زمانہ میں مشہور ہیں اور اونکے مشایخ سے سُنے جاتے ہیں وہ صریح خدا کا انکار ہے اور جبر کے قائل ہیں اور ایک وقت میں نماز بھی ساقط ہو جاتی ہے سوائے اسکے اور قواعد فاسدہ و سخیف عقائد گھڑ لئے مومنین کو اون سے بچنا لازم ہی اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا ان شیاطین کی وسوسوں سے اور اونکے

تسویلات اور دہوکے بازی سے محفوظ رہنا ضرور ہے خبردار ہوشیار اُنکے اُن مصنوعی طور اور طریقہ کو دیکھ کر جیسا کہ جاہلوں کے دل بہک گئے ہیں دہوکہ نہ کھانا فریب میں نہ آنا اب میں یہاں سے مجملاً وہ اصول مذہب تحریر کرتا ہوں جو احادیث متواتر سے مجکو ملے اور مجھپر عیاں ہوئے تاکہ عوام اونکی فریب بازی اور دہوکہ دہی میں نہ آجاویں اور خدا کی حجت کو اُسکے بندوں پر پورا کرتا ہوں اور اُس دین سے جو تمھارے آقا اور مولی سے مجھکو پہنچا ہے تمکو آگاہ کروں کہ پھر اگر کوئی ہلاک ہو تو بیّنہ سے اور زندہ رہے تو بیّنہ و حجت سے اور اپنے مقصود کو ہم دو بابوں میں وارد کرتے ہیں۔

پہلا باب

اصول دین کے بیان میں واضح رہے کہ پروردگار ہمارا پاک ہے ذات اوسکی اوسنے ہمکو اپنی کتاب میں اپنے وجود و ہستی اور صفات کے جاننے کا طریقہ اسطرح تعلیم کیا ہے کہ حکم فرماتا ہے کہ وہ آثار قدرت اور عجائب و غرائب صنائع و بدائع جو خلقت زمین و زمان میں ودیعت کئے گئے اوسمیں تدبر و تفکر کرو جب تم اپنی صریح عقل سے خوب غور و تامل کروگے تو تمکو یقین کامل ہوجاویگا کہ تمھارا ایک پروردگار ہے حکیم علیم قادر قاہر نہ وہ ظلم کرتا ہے اور نہ قبیح ہر دو نوامر اسکی شان سے بعید ہیں پھر جانو کہ تمھارے رب نے تمھاری ہدایت کیلئے ایک نبی بھیجا ہے جسکی تائید کے واسطے آیات ظاہرہ اور معجزات باہرہ یعنی ظاہر اور روشن روشن آثار اور علامتیں دیں کہ جنکے کرنے سے اور عاجز ہیں اور بداہتہً عقل گواہی دیتی ہے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کاذب اور مفتری کے ہاتھ پر ایسے معجزات و آیات

ظاہر کرے ذلیل ورنہ اعزا بالجہل ہوگا اور خود خلق کو گمراہ کرنا اور یہ امر خدا کی شان
بعید ہی یہ کام وہ کرتا ہے جو جاہل ہو یا عاجز یا احمق کہ سفاہت سے یا مجبوری سے
یا جہالت سے کرے اور اللہ جل شانہ نہ جاہل ہی نہ عاجز نہ احمق بلکہ اوپر بیان ہو
کہ عالم قادر و قاہر و حکیم ہے اور جب ہمکو نبیؐ کے صدق کا یقین ہو گیا اور ہم معتقد
اوسکے ہو گئے تو لازم ہے کہ اوسکا اتباع کرو اور اعتقاد رکھو کہ وہ صادق ہی جو
کچھ تمکو خبر دی اصولِ دین یا فروعِ دین سب صحیح اور درست ہی پس من جملہ اون دینی
کی باتون کے جو آیات و احادیث متواتر سے ثابت ہوئی ہین یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ
وحدہ لاشریک ہی کوئی اوسکا اوسکے ملک میں شریک نہیں اور اوسکے غیر کیسی کی عبادت
درست نہیں اور اوسنے عالم کے ایجاد میں کسی دوسرے سے مدد نہیں چاہی اور
احدی الذّات ہی یعنی اوسکے جزو نہیں نہ عقلی نہ وہمی اور وہ واحدی المعنی ہی یعنی وہ ایک
ہی چیز ہے اوسکی صفات اوسکی ذات سے جدا نہیں بلکہ عینِ ذات ہیں مثلاً وہ
علم سے عالم اور قدرت کی ذریعہ سے قادر نہیں بلکہ علم و قدرت اوسکی عینِ ذات ہیں
اور وہ ازلی ہے جانبِ ازل اور گذشتہ میں اُسکے وجود کی کوئی حد و انتہا نہیں
اور ابدی ہے فنا اوس پر آیندہ کو بھی ممتنع ہی اور وہ نہ جسم ہی نہ جسمانی نہ مکان نہ
مکانی نہ زمان نہ زمانی اور حیّ ہی لیکن نہ حیوۃِ زائد سے اور نہ کسی کیفیت سے اور مرید
ہے مگر اوسکا ارادہ خطورِ قلب اور تفکر اور رویہ کا نام نہیں اور بے شک وہ
کرتا ہے جو چاہتا ہے اپنے اختیار سے اور اپنے افعال میں مجبور نہیں وہ ہر شے پر
قادر ہی اگر ایسے لاکھوں عالم پیدا کرنا چاہی تو کر سکتا ہی بدون مادہ اور مدت یعنی
سامان اور وقت کے نہ جیسا کہ یونانی حکیم خیال کرتا ہی کہ بدون مادہ قدیمہ اور

استعداد کے اجسام کی پیدائش نہیں ہوسکتی اور بیشک وہ جملہ اشیاء کا عالم ہی کیا کلیات
اور کیا جزئیات اور اوسکا علم ماکان اور مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کی بابت
ایک ڈہنگ کا ہی اور اوسکا علم بدلتا نہین جو پہلے تھا وہ ہی ایجاد کے بعد ہی اور
اوسکے علم سے ذرّہ بھر حال زمین و آسمان کا ٹل نہیں سکتا نہ جیسا کہ حکما گمان کرتے
ہیں کہ خدا جزئیات کو نہیں جانتا جو اسبات کا قائل ہو وہ کافر ہے اور کچھ ضرور
نہیں بلکہ درست و بجا نہیں کہ ہم اوسکے علم کی کیفیت میں تفکر کریں کہ وہ حضوری
یا حصولی قبل میں خود معلومات اوسکے نزدیک حاضر ہیں جیسے ہمارا علم اشیاء موجود
کی بابت ہوتا ہے اور نہ معلومات کی صورتیں اوسکی ذات میں حاصل ہوتی ہین
جیسے غیر حاضر اور غایب اشیاء کی بابت ہمارے علم کی صورت ہی کہ اگر تمام معلومات
خود اوسکی ذات کے سامنے آگے پیچھے کسی طرح حاضر فرض کیجاویں قبل وجود یا بعد
وجود یا بعد فنا کے تینوں حالت میں عقل اوسکو محال جانتی ہے ورنہ وجود شی کا
اوسکے وجود سے قبل اور بعد لازم آویگا اور نیز خدا یتعالے محدود و مکانی ہوجائیگا
اور معلومات کی صورتیں اوسکو حاصل ہوں تو اوسکی ذات ہمارے ذہن اور حافظہ
کی طرح صورتوں کا محل ہوجائیگا یہ بھی باطل ہی اسیطرح خدا کی تمام صفات میں زیادہ
اوس سے جو معصوم نے ہم سے تقریر کی اور بیان فرمایا فکر کرنا درست نہیں کہ یہ سب
فکریں خدا کی ذات کیطرف رجوع کرجاتی ہیں اور خدا کی ذات میں خوض اور فکر کرنیسے
بہت سی احادیث میں ہمکو ممانعت کردی گئی ہی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بدون حکمت
اور مصلحت کے نہیں کرتا اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی کو اوسکی طاقت سے زیادہ
تکلیف دیتا ہی یعنی بار ڈالتا ہی دلیل کہ تکلیف مالایطاق بھی ظلم ہی اور یہ کہ اوسنے

اپنے بندوں کو موافق مصلحت اور منفعت کی تکلیف دی ہی اور انکو باوجود تکلیف کے ابھی تک فعل و ترک کا اختیار حاصل ہی چاہی کریں چاہی نکریں مجبور نہیں کیا اور یہ کہ نہ جبر ہے نہ تفویض یعنی نہ خدا نے بندوں کو مجبور پیدا کیا ہی کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے کچھ نہ کر سکیں اور نہ مطلق العنان کیا ہی کہ جو چاہیں کریں خدا کو اُنکے فعل و ترک میں کچھ دخل اور قدرت باقی نہو بلکہ امر بین الامرین ہی پس اس بات کا قائل ہونا کہ بندہ اپنے کاموں میں مجبور ہی ظلم کو مستلزم ہے اور ظلم خدا کی حق میں محال ہی اور اسکا قائل ہونا کفر ہے اور اس بات کا قائل ہونا کہ بندوں کی افعال میں خدا کو کچھ دخل نہیں یہ بھی کفر ہے ضرور اللہ تعالیٰ کا کئی طرح کا دخل ہی ہدایت کرتا ہی توفیق دیتا ہے کبھی نہیں دیتا جسکو زبان شرع میں ضلال تعبیر کیا ہی ولیکن ان ہدایات کی وجہ سے بندہ فعل و ترک میں مجبور نہیں ہوا مثال اسکی یہ ہی کہ کوئی مالک اپنے غلام کو کسی کام پر مامور کرے اور کہدے کہ اگر ترک کریگا تو سزا پاویگا اور اسباب کو اوسکو خوب سمجھا دی اس سے زیادہ کچھ غلام کو مدد نہ دی اور غلام اوس کام کو نکرے تو تمام عقلا اوسکے سزا دینے کو قبیح نہیں ٹھہراتے اور اگر آقا زیادہ تاکید و تہدید سے تنبیہ کرے اور نرمی اور مہربانی سے اوسکو ڈھارس دی اور ایک داروغہ و نگران بھی اسپر مقرر کر دے کہ جو اوسکو یاد دلاکے اوس کام کو کرا لے مگر زبردستی سے نہیں بلکہ غلام اپنی خوشی اور مرضی سے کام کو کرے تو کوئی عاقل یہ نہ کہیگا کہ غلام مجبور ہی اوسنے اپنے اختیار سے اس کام کو نہیں کیا یہ وہ فرق ہے جو احادیث سے معلوم ہوتا ہی اس سے زیادہ خوض و فکر قضا و قدر کے مسئلہ میں کرنا مناسب نہیں کہ ائمہ علیہم السلام نے قضا و قدر میں غور کرنیسے منع کیا ہے

کہ اس مسئلہ میں ایسے ایسے شبہہ قوی پیش آتے ہیں جنکے حل کرنیسے اکثر آدمیوں کی عقلیں
عاجز ہیں اور بہت سے مدعی علم اوس میں بہک گئے خبردار زنہار قضا وقدر میں تعمق و
تفکر نکرنا چاہئے کہ سوائے ضلالت اور جہالت کے کچھ نفع نہوگا پھر واجب ہی کہ مجملاً جمیع
انبیاء کے برحق ہونے پر اور اونکی طہارت وعصمت پر ایمان لاوے اور اُنکی نبوت
کا انکار کرنا یا اونکو بُرا کہنا یا تمسخر کرنا یا ایسی بات کہنا جو اونکی شان کے خلاف ہو
یہ سب کفر ہے فذیل یعنی اجمالاً ایمان لانا کافی ہی اور یہ امر کہ وہ کتنے تھے اور کب تھے
کہاں تھے کس قوم پر بھیجے گئے اور کیوں بھیجے گئے وغیرہ وغیرہ تفاصیل کا جاننا ضرور نہیں
البتہ اون میں جو جو مشہور ہیں جیسے آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ داؤد و سلیمان
وغیرہ جنکو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کیا ہی اونپر اور اُنکی کتب پر خصوصیت یعنی تفصیل کیساتھ
ایمان لانا واجب ہی جسطرح سے کہ قرآن وحدیث میں آیا ہی فذیل لیکن اس تفصیل کا
جاننا ہر شخص پر واجب نہیں بلکہ اقرار اجمالی کافی ہے البتہ جس بات کا علم ہوتا جاوے
اوسکا اقرار کرتا جاوے اور جو شخص اُنمیں ایک نبیؑ کا بھی انکار کریگا اوسنے گویا کل انبیاء
کا انکار کیا اور منزل من اللہ یعنی خدا کے فرمودہ کو نمانا اور واجب ہی کہ قرآن شریف
کے برحق ہونے پر اور جو کچھ اوسمیں ہی اوس سب پر مجملاً ایمان لاوئے یعنی جو کچھ قرآن
میں ہے میں سب پر ایمان لایا اوسکا نام ایمان اجمالی ہے اور جانے کہ وہ اللہ کا
بھیجا ہوا ہے اور حادث یعنی جدید چیز ہے قدیم نہیں فذیل مگر مخلوق نکہے کہ مخلوق
کے معنی جیسے مصنوع کے ہیں اوسیطرح مجعول اور بناوٹی بات کو بھی کہتے ہیں اور
قرآن شریف سے منکر ہونا اور اوس کا استخفاف کرنا ہٹیک سمجھنا کفر ہے اسیطرح
قرآن سے وہ کام اور برتاؤ کرنا جس سے قرآن مجید کی حقارت ہو جیسے بدون

کسی ضرورت شرعی کو اُسکو جلا دینا یا پاخانہ وغیرہ پلید جگہ میں ڈالدینا بلکہ نہ اُٹھانا بھی لیکن
وہ بات جس میں بدون قصد اور نیت کے حقارت نہ نکلے مثلاً قرآن کی طرف پاؤں
بڑھانا یا پاؤں کی برابر رکھدینا اُنکا یہ حکم ہے کہ اگر حقارت اور سُبکی کی نظر سے کیا تو کفر ہی
ورنہ نہیں مترجم حق یہ ہی کہ کل امور کا نیت پر مدار ہی وہی کام کفر ہوتا ہی وہی کام اسلام
وہی کام ثواب اور وہی عذاب مثلاً قرآنِ شریف پر حقارت کی نظر سے بیٹھنا کفر ہی
اور بدون اُسکے معصیت ہی اور ضرورت میں نہ کفر ہے نہ معصیت بلکہ ضرورت میں اجازت
ہی اور ایک وقت ایسا ہی پیش آسکتا ہی کہ جسمیں سوائے اسکے کہ اُسپر چڑھ کر بیٹھے کوئی
صورت مفر کی نہیں مثلاً ایک ظالم قرآن کی تحقیر اور اہانت کرنا چاہتا ہی یا ہماری پاس
پڑا یا قرآن شریف امانت ہی اور وہ چھیننا چاہتا ہی تو اس صورتمیں جسطرح بن پڑے
قرآن کی حفاظت اور صیانت واجب ہوگی پس وہ عذاب کا کام اِسوقت میں ثواب
ہوجائیگا اسی واسطے مصنف نے جلانمیں ضرورت کی قید لگائی ہی مگر مشہور و متعارف
یہ ہی کہ جلانا مطلقاً ممنوع و حقارت میں داخل ہی ورنہ بی بی عائشہ ام المومنین زوجہ
رسول حضرت خلیفہ سوم کو اس پر سرزنش نفرماتی اور اقتلوا خراق المصاحف
کہتی کہ اُنھوں نے توہین کے قصد سے نہیں جلایا بلکہ صیانت کی نیت سی جلایا ہی
البتہ یہ کہا جاوے کہ وہاں کوئی ضرورت نہ تھی تو طعن درست ہوگا اس مسئلہ کی
تحقیق کا مقام دوسرا ہی یہاں اجمالاً عقائد کا مجلسی علیہ الرحمتہ نے ذکر فرمایا ہی لہذا
ہمنے بھی مجملاً تھوڑا اسا ذکر کردیا پھر مجلسی فرماتے ہیں اور اسیطرح خانہ کعبہ کی تعظیم و تکریم واجب ہی
اور اوسکی حقارت کرنا یا ایسا کام کرنا جس سے بیت اللہ شریف کی سُبکی ہو کفر ہے
جیسے پناہ بخدا کوئی مردود جانکر اوسمیں پاخانہ پھرنے کی گستاخی کرے یا ایسا کلمہ

سکہ جس سے اہانت ہو مترجم لیکن قصد کی بحث یہاں بھی پیش آویگی اور شرع کا
مدار ظاہر پر ہے اور اسیطرح کتب حدیث کا حال ہی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کی احادیث
ہوں یا ائمہ علیہم السلام کی ذیل کہ وہ بھی حقیقۃً احادیث رسول ہیں گو انمیں اسناد نہیں
ہوئی اور بعض کتب احادیث کی اہانت دین اسلام سے خارج نہیں کرتی بلکہ دین
امامیہ یعنی اثنا عشریہ سے خارج کردیگی ذیل جیسا کہ سنیوں کا کتب شیعہ کی حقارت
کرنا یا جلوانا یا دریا برد کرا دینا جو اکثر واقع ہوتا رہتا ہی اسی پر محمول کیا جاتا ہی کہ ان کے
نزدیک کتب دین نہیں تھی اور نہ ائمہ معصومین امام ہیں [illegible]
تعجب ہی کہ اونکے ساتھ آیات قرآن و حدیث رسول متفق علیہ فریقین بھی درج [illegible]
ہوتے ہیں سہ شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی + گو مشت خاک [illegible]
پر عمل درآمد ہی جبراً اور اسیطرح واجب ہی ملائکہ کے وجود کا اعتقاد کرنا کہ بالضرور فرشتے
موجود ہیں اور وہ اجسام لطیفہ ہیں اور بعض فرشتونکے پر و بازو بھی ہیں اور وہ اڑتے
چڑھتے ہیں اور مشہور و معروف فرشتوں کا انکار کرنا جیسے جبرئیل و میکائیل و عزرائیل
و اسرافیل وغیرہ یا اونکے مجسم ہونیکا انکار کرنا کفر ہے اور اونکی تعظیم و توقیر واجب
ہی اور حقارت و اہانت کرنا اور برا کہنا یا وہ کلمہ کہنا جو اونکی شان کے خلاف ہو
تو انکی عبادت اور بقصد عبادت سجدہ کرنا غیر خدا کو مطلقاً یعنی کوئی کیوں ہو [illegible]
اس قصد کو سجدہ کرنے میں اختلاف ہی اور احوط ترک ہی کہ خدا کے سوا کسی [illegible] محترم شخص اور غیر کی تعظیم [illegible]
بلکہ رکوع بلکہ قیام سے بقول احوط درست نہیں ہی نبی ہو یا امام کعبہ ہو یا قرآن [illegible]
کہ سلاطین یا اوستاد یا والدین کے لئے سجود کی اجازت دیجاوے یہ [illegible]
مگر چونکہ تعظیم کے قصد سے سجدہ کرنا اختلافی تھا اسوجہ سے ملا علیہ الرحمہ [illegible]

قصد عبادت کی قید لگادی اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کرتا ہی اوتلد
ہوتا ہی سماتا ہے جیسا کہ بعض صوفیہ اور غالی اور ہنود کا قول ہی اور یہ سمجھنا کہ خدا
کسی شئی کے ساتھ متحد اور ایک ہوسکتا ہی جیسا کہ صوفیہ اور غلاۃ کا قول ہی اور یہ کہنا
کہ اللہ تعالیٰ کے زوجہ اور اولاد ہے یا کوئی اوسکا خدائی میں شریک ہی جیسا کہ نصاریٰ
کہتے ہین اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے جسم ہی اور وہ کسی مکان میں اور جگہ میں ہی عرش
ہو یا فرش اور یہ کہ اوسکی کوئی صورت اور شکل اور قسم ہی یا اُسکے لئے جزو عضو ہی
کہ یہ سب باتیں جنکا اوپر بیان ہوا کفر ہیں اور جانو تم کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں
سر کی آنکھ سے نہ دنیا میں اُسکو دیکھ سکتے ہیں نہ عقبیٰ میں اور جو کلام اسپر دلالت کرتا ہی
وہ سب ماؤل ہین ذیل اونسے مراد دلکی آنکھ سے دیکھنا ہی دنیا میں دھندلی آنکھوں سے
عقبیٰ میں روشن آنکھوں سے دیکھیں گے جسطرح اور اون چیزوں کو دیکھتے ہیں
جو آنکھ اوجھل ہوتی ہیں اور رنگ و روپ ڈیل ڈول اور جگہ نہیں رکھتیں جسطرح
ہم رات دن معانی کو دیکھتے ہین بلکہ افعال کو دیکھتے ہیں کہ جسکی بابت ہم سچی گواہی
دیتے ہیں کہ مثلاً ہم نے زید کو مارتے دیکھا ہی انصاف سے کہو تم نے زید کی ہاتھ اور عمر
کی پشت کے سوا جسکو مارنا کہتے ہو وہ بھی کبھی آنکھوں سے دیکھا ہی یا دلسے ضرور
کہدوگے اگر غور کروگے کہ نہیں نہیں ہم نے دلسے دیکھا ہی البتہ مارنے کے سامان
اور آلات کو بیشک آنکھوں سے دیکھا ہی بلا تشبیہ اسیطرح تم خدا کے دیدار کو کیوں
نہیں سمجھ لیتے یہ کیا ضرور ہے کہ دیکھنے سے وہی دیکھنا سمجھو جسطرح ماں باپ کا مُنھ
دیکھتے ہیں وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ سے وہ دیکھنا کیوں نہیں سمجھتے
جو خدا کی شان اور تمھاری حقیقت اور حالت کے شایاں ہو مثل مشہور ہی چھوٹا مُنھ

بڑی بات اس تل بھر تل سے اللہ جل جلالہ کو دیکھنے کا حوصلہ یہ لن ترانیاں اللہ ہی کو
زیبا ہیں ہو یدرک الابصار ولا یدرکہ الابصار وھو اللطیف الخبیر
اور یہ بھی اعتقاد کرے کہ خدا کی ذات اور صفات کی حقیقت اور کنہ کو کوئی نہیں
پہنچا ذیل اور نہیں پہچان سکتا کہ وہ کیا ہے اور کیونکر ہے البتہ اسکی قدرت کے آثار
دیکھکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایسا ایسا ہی عالم ہے قادر ہے اور یہ جانو کہ تعطیل اور کل
صفات کی نفی کا قائل ہونا کہ خدا میں کوئی صفت ہی نہین جیسا کہ اون لوگون
کے قول سے نکلتا ہے جو اشتراک لفظی کے قائل ہیں باطل ہے بلکہ واجب ہے خدا کے
لئے صفات کا ثابت کرنا اسطرح سے کہ کوئی نقص بھی لازم نہ آوے جیسا کہ ہمارا عقیدہ
ہے اور وہ عالم ہے لیکن نہ اسطرح سے جسطرح مخلوقات کو علم ہوتا ہے کہ اوسکا علم حادث
اور تازہ بات ہو یا اوسکا زوال ممکن ہو یا کسی صورت کے حدوث اور پیدا ہونیسے
ہو یا کسی آلہ کے ذریعہ سے ہو مثلاً آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں وغیرہ یا کسی سبب
اور علت سے ہو کہ دوسرے کا فعل ٹھہرے پس ہم نے خدا کے لئے صفات کو ثابت
کیا اور اون چیزوں کو جن سے وہ ہم مخلوق سے مشابہ ہو جاتا اور ہمارے اندر جو صفات
نقص ہین اون سے ملجاتا اسی سبب سے انکار کیا مگر حقیقت اور کنہ خدا کی علم کا کچھ معلوم
نہوا اور جیسا کہ تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے ہر ممکن اور شدنی پر مترجم بلکہ شدنی
و ناشدنی پر گو ناشدنی اپنی ناقابلیت سے نہو سکے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور قدرت ہم میں ایک صفت زائد اور حادث ہے ذیل
یعنی ہم اور چیز ہیں اور یہ ہماری قدرت کسی کام پر ہو یہ اور چیز ہے کبھی ہے
کبھی نہیں اور یہی دوئی کی علامت ہے - اور سامان اور آلات سے ہم کرتے ہین پس

اون امور کو جو ہم مین اور ہماری قدرت کی لازمہ ہیں دور کیجیے یہ کہنا کہ خدا قادر
ہے اپنی ذات سے بدون کسی صفت زائد اور بدون کسی کیفیت جدید کی بغیر آلہ اور
اوزار اور سامانکی بس ذات اوسکی جو بسیط محض ہی ہر شے کے ایجاد میں کافی ہی اسیطرح
کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی مرید ہی مگر ہمارا ارادہ چند امر سے مترتب ہوتا ہی اول اُس کام کا
تصور اور دہیان کرنا جسکے کرنیکا ارادہ ہو پھر اوسکے نفع و نقصان کو سوچنا پھر
آگے ہونے نہونیکا خیال کرنا کہ یہ نفع حاصل ہوگا بھی یا نہیں اکثر تردد ہی تردد رہتا ہی
یہانتک کہ عزم ہوتا ہی یعنی پختہ ارادہ جسکو مستعد ہو جانا بھی کہتے ہین پھر ایک شوق
سا نفس میں اوسکی بابت پیدا ہوتا ہی جو اعضا اور جوارح کو حرکت دیتا ہی ہاتھ
پاؤں پیٹھ وغیرہ کو ہلاتا ہی اوسوقت جاکر کہین یہ فعل ہم سے صادر ہوتا ہی اللہ تعالی
کا ارادہ اس قسم کا نہیں وہ نام ہے اوسکے علم قدیم ذاتی کا جو کسی شئی کی بابت ہو
مع اوسکے نفع نقصان کے علم کے پھر اسبات کا ایجاد کرنا اس زمانہ میں جس میں مصلحت
ہو پس ارادہ الٰہی یا تو اس ایجاد کا نام ہے جو صفات فعل سے ہے جیسا کہ احادیث
میں وارد ہوا ہی یا اوسکے اوس علم کا نام ہے جو اوسکو اس فعل کے اصلح اور مصلحت
ہونیکا ہے جیسا کہ متکلین کا مقولہ ہی ذیل مگر یہ متکلین اوسکو کہاں سے لائے اگر عقل
سے لائے تو نقل تو خلاف اسکے وارد ہی اور اگر عقل سے لائے تو کیا عقل سے متکلم لوگ
ایسی جرات کر سکتے ہیں اور اونکا قول خلاف نقل مان لیا جاتا ہی یا نہیں اس
مقام پر بہت قیل و قال ہی مصنف علیہ الرحمۃ حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ مکلف
کو اسی قدر کافی ہے کہ یقین کرے کہ خدا کے فعل اختیار اور ارادہ سے ہوتے ہیں
اون میں مجبور نہیں اور ایسا ہی حال ہی اسبات کا کہ وہ سمیع و بصیر ہے اور وہ سمیع

بصر جو ہمارا کمال ہے اوس سے مراد مسموعات اور مبصرات کا علم ہی باقی اِن دونوں کا
آلات سمع و بصر سے ہونا مع اونکی کل شرائط کے وہ بوجہ ہماری عجز اور احتیاج کی
ہے کہ ہم اِن آلات کے محتاج ہیں لیکن حق تعالی میں پس سمع و بصر سے مراد یہ ہی کہ
اوسکو مسموعات اور مبصرات کا علم ہی ازلاً و ابداً اپنی ذاتِ بسیط کیوجہ سے بدون
کسی حدوث اور وجود کسی تازہ امر کے اور بغیر کسی آلہ کے اور بدون اس کی کہ اُس
شے کا وجود شرط ہو کہ یہ سب امر نقصان کی علامت ہیں اسیطرح حیات ہم میں ایک
صفت زائدہ ہے جو حرکت اور حس کو مقتضی ہی اور حق تعالی میں حیات اسطرح پر
ثابت ہی کہ جسمین کوئی نقص لازم نہیں آتا اسلیئے کہ وہ اپنی ذات سے حی ہی خود
ذات سے سب افعال صادر ہوتے ہیں اور جمیع امور کو جانتا ہی پس اوسکی ذات
کا قایم مقام اون صفات اور آلات کی ہے جو ہم میں ہیں اور جو امر کہ حیات میں کمال و
خوبی ہے یعنی مدرک اور فعال ہونا وہ تو اللہ تعالی میں موجود ہیں اور جو چیز کہ حیات
میں نقص ہی یعنی کیفیات اور آلات کا محتاج ہونا اُس سے اللہ تعالی منزہ ہی اسیطرح یہ
کہنا کہ وہ متکلم ہے اسکا حال ہے کلام ہماری اندر حالات اور ادوات سے ہوا ہی
اور حق تعالی کا کلام یہ ہے کہ صوت اور آواز کو جس کسی شی میں چاہی ایجاد کرے
یا جس شے پر چاہے حروف کو نقش کرے اور جس نفس ملکی یا نبی کے اندر یا اونکی غیر کے
دل میں چاہی القا کرے پس کلام کوئی ایسی شی نہین ہی کہ اوسکی ذات میں قائم
ہو یا وہ اپنے کلام کرنے میں کسی آلہ کا مثل زبان وغیرہ کے محتاج ہو اور کلام ایک حادث
اور جدید چیز ہے اور صفات فعل سے ہے وہ امر جو کمالِ ذاتی ہے وہ اوسکی قدرت
ہے ایجاد کلام پر یا اوسکا علم ہی اوسکی مدلولات پر اور یہ دونوں قدیم ہیں اوسکی صفات

عین ذات اوس کی ذات سے جدا گانہ امر نہیں یہی حال خدا کی کل صفات کا
ہے پس نہ خدا سے صفات کا نفی کرنا چاہئے اور نہ ایسی چیز کا اقرار کرنا چاہئے جو
موجب عجز و نقصان کو ہو پھر جاننا چاہئے کہ حق تعالی صادق ہی کذب اوسپر
جائز نہیں ذیل محال ہے کہ وہ جھوٹ بولے نہ خدا جاہل ہے نہ مجبور ہے نہ محتاج نہ
سفیہ پس خلاف واقع کلام اوس سے کیوں کر صادر ہو صدور کذب اوس
قادر مطلق علیم و حکیم سے محال ہی محال ہے اور یہ بحث کہ قدرت ہے یا نہیں جیسا کہ
فی زماننا اہل سنت میں بعض لوگ امکان کذب کا دعوی کر رہے ہیں بعض امتناع
کا فضول امر ہے اتنا جاننا کافی ہے کہ اللہ تعالی صادق ہے کاذب نہیں ازل سے
ابد تک نہ جھوٹ بولا نہ بولیگا کمال یہی ہے کہ قدرت ہو اور نکرے اور مجبوری سے
سچ بولا تو کیا بولا پھر ضرور ہے اسبات کا اعتقاد کرنا کہ عالم حادث ہے یعنی ماسوی اللہ
یعنی جو کچھ بھی اللہ کے سوا ہے اوسکا زمانہ وجود کا ازل مین ایک حد پر منتہی ہے اور قطع
ہوتا ہے نہ جیسا کہ ملحد اور دہریہ کہتے ہیں کہ عالم کا حدوث ذاتی ہے زمانی نہیں اور جو
معنے ہم نے تم سے بیان کئے ہیں کہ عالم کا ایک شروع ہے اسپر تمام آدمیوں کا جو کوئی مذہب
مذہب رکھتے ہیں اتفاق و اجماع ہے اور احادیث متواتر کثرت سے اس باب میں
وارد ہیں اور یہ کہنا کہ عالم قدیم ہے اور عقول قدیم ہیں اور ہیولی یعنی مادہ قدیم
ہے جیسا کہ حکما کا عقیدہ ہے کفر ہے پھر جاننا چاہئے کہ جو چیز ضروری دین ہو جسکو
ہر ایک مسلمان کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے شاذ و نادر کوئی ناواقف ہو وہ دوسرے
بات ہے ایسی بات کا انکار کرنا کفر ہے اوس کا منکر مستحق قتل ہونیکا ہے اور ایسی باتیں
بہت ہیں جیسے پنجوقتی نماز کا واجب ہونا اور اونکی رکعتوں کے گنتے اور وقت انکے

اور نماز میں رکوع اور سجدہ کا ہونا بلکہ تکبیرۃ الاحرام اور قیام اور قرات بھی علی الاظہر
اسی میں داخل ہی اور نماز میں مجملاً اور عام طور پر سوائے کسی خاص حالت کی طہارت کا
شرط ہونا اور غسل جنابت اور غسل حیض و نفاس کا واجب ہونا علی الاظہر بلکہ بول و
غایط اور ریح کا ناقض وضو ہونا ایک راہ سے اور غسل میّت اور نماز جنازہ کا وجب
ہونا اور مردوں کا دفن کرنا اور زکواۃ کا واجب ہونا اور ماہِ رمضان کی روزونکا
واجب ہونا اور یہ کہ اکل و شرب و جماع کرنا مرد و عورت کے روزہ کو بگاڑتی ہین
اور حج کا واجب ہونا اور یہ کہ اسمیں طواف ہوتا ہی بلکہ صفا و مروہ کی سعی اور احرام
اور وقوف عرفات اور مشعر الحرام بلکہ قربانی اور سر منڈانا اور رمی جمرات مجملاً قطع نظر
اس سے کہ واجب ہیں یا سنت ایک احتمال پر اور جہاد کا واجب ہونا فی الجملہ علی الاظہر
اور نماز میں جماعت کا افضل ہونا اور مساکین کو خیرات دینا اور علم اور اہل علم کی فضیلت
اور صدق نافع کا افضل ہونا اور کذب غیر نافع کا مرجوع ہونا اور زنا اور لواطہ اور شراب خواری
کی حرمت نہ نبیذ کی اس لئے کہ اوسکی حرمت پر کل مسلمانوں کا اجماع نہیں ہی ذیل بلکہ
محض ہمارے مذہب میں حرام ہی اور شاید کسی اور فرقہ کے نزدیک بھی حرام ہو اور یہی حال
لفِ حریر کے مسئلہ کا ہی کہ اوسکی حرمت پر بھی تمام مسلمانوں کا اجماع معلوم نہیں ہی ہونا
کہ ضروری دین میں شمار ہو ہاں ہمارے مذہب میں قطعاً حرام ہی تو ضروری مذہب میں داخل
ہوگا اسیواسطے مصنف علیہ الرحمۃ نے حق الیقین میں ضروریات دین کے بعد ضروریات مذہب
کے ذکر میں فرماتے ہیں و حرمت وطی محارم بالفعل کر بجر بر پر احتمالی یعنی لف حریر کا حرام ہونا
ایک احتمال کے یعنی اگر فرض کیا جائے اس بنا پر کہ کوئی امام اہل سنت کا اسکے جواز کا قائل ہی اور دوسرے
احتمال کے موافق یعنی اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی فرقہ اسکے جواز کا قائل نہین ہے

کہ شیعہ ائمہ کو خلاف قرآن عالم الغیب جانتے ہیں ماکان وما یکون کا عالم لکھتے ہیں عالم الغیب
وہ ہی جو بلا کسی کی تعلیم کے خود اپنی ذات سے جانے اور اسپر بھی یہ امر ہے کہ جمیع کا لفظ
نہیں ہے کہ کل ماکان اور جمیع مایکون کو جانتے ہیں بلکہ قضیہ مہملہ ہے جو جزیہ کی قوت
میں ہوتا ہے یعنی جزوی اخبار گذشتہ و آئندہ کا اونکو علم ہے اور روز قیامت کے لفظ
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تبلیغ و تعلیم اور ہدایت امت سے متعلق ہے اُسقدر
جانتے ہیں خود ائمہ کا یہ ارشاد کہ لا علم لنا الا ما علمتنا اسپر گواہ ہے بلکہ خود مصنف
کا کلام بطور عطف تفسیری اسی ابہام کی تفسیر و تشریح میں فرماتے ہیں اور یہ کہ اونکے
پاس ہیں آثار انبیا اور اونکی کتب مثل توراۃ و انجیل و زبور اور صحف آدم اور صحف
ابراہیم و شیث و عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان اور قمیص ابراہیم اور تابوت سکینہ
اور الواح موسے اور غیر اسکے تبرکات انبیا ذیل ان چیزوں کے ہونیکے دو معنی
ہیں ایک یہ کہ خود یہ اشیا اون حضرات کے پاس ہوں اسکا بھی کوئی تعجب نہیں
جب بائبل عیسائیوں اور موسائیوں کے پاس ہے تو اگر صحیح اور تحریف سے محفوظ کتب
اور صحف سے ہمارے حضرت کو اطلاع دی گئی ہو تحریرًا یا تقریرًا تو کیا بڑی بات ہے
اسی پر عصا اور خاتم و قمیص وغیرہ سمجھو کیا اسوقت لوگوں کے یہاں رسول خدا کے
جبہ بال اور قرآن خط کوفی وغیرہ تبرکات نہیں ہیں یہ بھی کچھ جائے تعجب نہیں
ہے بلکہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے دشمن بھی جانتے تھے کہ یہ حضرات
وارث علوم اولین و آخرین ہیں خاتم الانبیاء والمرسلین بحکم رب العالمین نے یہ
شرف اپنے اہل بیت کو ہی دیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ چیزیں معنوی طور پر
موجود ہوں یعنی نتیجہ مقصود ہو واللہ جو کام موسے خاص عصا اور سلیمان خاص خاتم

خاتم سے لیتے تھے وہی باتیں یہ حضرات ہر عصا و خاتم سے بلکہ بلا انکے دکھا سکتے تھے اور کر دکھایا ہیں ان چیزوں کا ہونا نہونا بنا بر احتمال ثانی بنظر اظہار کمال حق آثار جاہ جلال ہوگا اور بنا بر احتمال اوّل اظہار وراثت و جانشینی خاتم المرسلین ہی جو وارث علوم اولین و آخرین تھے بہر حال اس سے انکار و استعجاب وہی لوگ کرتے ہیں جو ائمہ کے حالات اور شان اور مقامات سے نابلد ہیں مشایخ صوفیہ سے پوچھئے کہ وہ کیا تھے اور کیسے تھے اور اولیاء اللہ سے دریافت کیجئے کہ خرقۂ ولایت و کرامت رسول خدا کسکو کرامت کیا ہی تم آثار انبیاء کے ہونے پر تعجب کرتے ہیں شمس الحق تبریز صفات انبیاء کیا ذوات انبیاء سے متحد جانتا ہی ؎ افتخار ہر نبی و ہر ولی تو مثنوی معنوی میں مولوی روم کا افتخار ہی کیا دلائل النبوۃ اور شواہد النبوۃ وغیرہ کو نہیں پڑھا کیا اون حضرات کے معجزات و کرامات مدارج النبوۃ کو ثابت نہیں کرتے تلک شجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء یقین کرنا چاہئے کہ ان حضرات میں سے جس بزرگ نے جہاد کیا اوسکا جہاد کرنا اور جو خانہ نشین رہا اوسکی خانہ نشینی اور ساکت کا سکوت اور ناطق کا نطق بلکہ اقوال اور افعال اونکے اور جمیع احوال اللہ جل جلالہ کے امر و نہی کے موافق و مطابق ہوتے تھے اور اعتقاد کرنا چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے جناب سرور کو تعلیم کیا تھا وہ سب انہوں نے علی مرتضی کو تعلیم کیا اسی طرح ہر اک لاحق اپنے سابق کے علم کو جانتا ہی وقت اپنی امامت کے ذیل سیاق عبارت مقتضی تھا کہ یوں فرماتے کہ اسی طرح ہر ایک سابق اپنے لاحق کو تعلیم کرتا رہا تبدیل عبارت محض تسامح سے ہوئی یا تفنن عبارت کی راہ سے اور محتمل ہے کہ اس فرق کی وجہ یہ ہو کہ طریق علم امام لاحق تعلیم سابق کے سوا اور بھی ہی مگر علم سابق لاحق کو ضرور حاصل ہوتا ہی اور اعتقاد کرنا

چاہئے کہ ائمہ رائے اور اجتہاد سے نہیں فرماتے تھے بلکہ جمیع احکام کو اللہ کی جانب سے
جانتے تھے اور جس چیز کا اونسے سوال کیا جاتا اوس سے جاہل نہ تھے اور جمیع زبانوں
کو جانتے تھے اور تمام آدمیون کے حال سے واقف تھے کہ مومن ہے یا کافر اور اونپر اس
امت کا عمل روزانہ عرض کئے جاتے ہیں کیا ابرار کیا فجار اور یہ عقیدہ مت رکھ کہ اون
حضرات نے بحکم خدا عالم کو پیدا کیا ہے کہ صحیح حدیثوں میں اسبات کی کتنی ممانعت فرمائی
ہے اور شیخ برسی نے جو کچھ ضعیف احادیث سے نقل کیا ہے اوسکا اعتبار نہیں ہے اور اُن
حضرات پر سہو و نسیان بھی روا نہیں اور جو حدیثیں ایسی ہیں وہ تقیہ پر محمول ہیں
یعنی امام نے تقیہ فرمایا ہے خواہ کسی سنی کے ہونیکی وجہ سے یا اپنے یا مومن کے حفظ جان
و مال کی غرض سے یا اوسکے خذلان و اضلال میں ثابت ہونیکی وجہ سے یا کسی اور
مصلحت دینی اور دنیاوی سے کہ ہر شخص کو تقیہ یعنی بچاؤ کرنا واجب و لازم ہے نبی ہو یا
امام یا امت و رعیت کہ بلا ضرورت شرعی جان دینا حرام موت مرنا ہے یہی وجہ ہے کہ
ہر ایک معصوم نے مقدور بھر حفظ جان میں پوری سعی فرمائی ہے حالانکہ ائمہ کا تقیہ کرنا
یعنی مصلحت وقت کے موافق دیکھ بھال کر کلام فرمانا اکثر بغرض حفاظت جان یا عیب
ہی ہوتا تھا اپنے نفوس کے لئے نہ ہوتا تھا حق یہ ہے کہ ائمہ تقیہ نہ کرتے تھے تقیہ کرکے اور کو
تقیہ سکھاتے تھے جسطرح باپ اولاد کو ذرا ذرا سی چیز سے ڈر ڈر کر ڈرنا سکھایا کرتا ہے
کہ مبادا جہالت جرات کر کے کسی مہلکہ میں گرے گویا مقامات حفظ جان کو تعلیم فرماتے تھے
المقصود مصنف فرماتے ہیں اور واجب ہے معراج کے ہونیکا اقرار کرنا اور اسبات کا
کہ وہ حضرت جسم مبارک سے تشریف لیگئے اور آسمانوں سے تجاوز کر گئے حکمائے فلاسفہ
کے شبہات پر کان نہ لگانا چاہئے جو خرق و التیام افلاک کے انکار میں وہ لاتے ہیں وہ سب

واہی اور ضعیف ہیں اور معراج ضروریات دین سے ہے اسکا انکار کرنا کفر ہے اور ضروری ہے
کہ انسان مقام تسلیم میں رہے یعنی جو کچھ اون حضرات سے پہنچا ہے اوسکو تسلیم کیا کرے اگر ہمارے
فہم و ادراک وہاں تک پہنچ سکے اور تمہاری عقل میں وہ بات آجاوے تو تفصیلی ایمان
لاؤ اور جب نہ پہنچیں تو اجمالاً ایمان لاؤ اور تفصیلی علم اوسکا اون حضرات پر چھوڑ دو
اور جو کچھ سمجھ میں نہ آوے اوسکو اپنی ضعف عقل کی وجہ سے انکار مت کیجیو شاید وہ
کلام انہیں حضرات کا ہو اور سبب قصور فہم کے تردید کرتا ہو تو خدا کے عرش کی تکذیب ٹھہریگی
چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا اور جانو تم کہ علوم اون حضرات کے عجیب ہیں
اور طور اون کے غریب ہیں ہماری عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی اور تجکو جائز نہیں
کہ جو کچھ اون سے پہنچا ہے اوس میں کسی کا رد کرے پھر واضح ہو کہ واجب ہے اقرار کرنا
کہ جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہر نیک و بد مومن و کافر کے نزع کے وقت
تشریف لاتے ہیں پس مومنین کو نفع پہنچاتے ہیں شفیع بنتے ہیں تسہیل سکرات موت
کے باب میں استغاثہ کرتے ہیں اور منافقین اور دشمنان اہلبیت کے لئے سختی کی
فرمائش کرتے ہیں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ موت کے وقت مومن کی آنکھ سے جو پانی
بہتا ہے وہ اوس فرح اور سرور کی شدت سے ہے جو کہ رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی
زیارت سے مومن کو حاصل ہوتا ہے اور اسکا اقرار اسیطرح مجملاً واجب ہے زیادہ تفکر اور
خوض اوسکی کیفیت اور طریق میں ضرور نہیں کہ آیا اصلی اجسام سے آتے ہیں یا جسد
مثالی سے یا اسکے سوا کسی اور طرح اور جائز نہیں کہ تاویل کرو کہ مراد اونکے آنے سے
یہ ہے کہ اونکو علم ہوتا ہے یا اونکی صورت ہمارے قوی خیال میں نقش ہو جاتی کہ یہ ما
ثبت فی الذہن میں تحریف کرنا ہے یعنے جو دین کی بات ہے اوسکو بدلنا اور عقائد

مومنین کو خراب کرنا اور واجب ہے ایمان لانا اس بات پر کہ بدن سے مفارقت کے بعد روح باقی رہتی ہے اور اسی صورت کی ایک اور جسم میں جنازہ کے ساتھ رہتی ہے اور اپنے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو پہچانتی ہے پس اگر مومن ہے تو انکو قسم دیتا ہے کہ جلد چلو کہ خدا نے جو رفیع درجہ اور اعظم نعمتیں اوسکے لئے مہیا کر رکھی ہیں اون پر فائز ہوں اور منافق کی روح ساتھیوں کو قسم دیتی ہے کہ جلدی نکرو اون عذابوں کے خوف سے جو اسکے لئے مہیا ہوئے ہیں اسی طرح سے غسل کے وقت غسال کے ساتھ اور کروٹ دینے اور ساتھ جانے والوں کے ساتھ خطاب کرتی ہے یہانتک کہ اپنی قبر میں مدفون کیا جاوے اور ساتھی واپس ہوئیں پس روح اصلی بدن میں داخل ہوتی ہے اوسوقت دو فرشتہ منکر و نکیر آتے ہیں اگر مردہ گناہ گار ہے تو بڑی ہیبت شکل سے اور اگر ابرار ہے تو بشیر و مبشر ہو کر ایک خوبصورت شکل سے آتے ہیں پس اکر عقائد کو پوچھتے ہیں اور کس کس امام کا معتقد ہے ایک ایک کو نام بنام پوچھتے ہیں پس اگر ایک نام بھی نہ بتا سکے تو اوسکو آتشیں گرز دن سے مارتے ہیں کہ تمام قبر آگ سے پر ہو جاتی ہے قیامت تک کے لئے اور اگر ٹھیک ٹھیک جواب سوال دئے تو کرامت خدا کی بشارت دیتی ہیں اور اوس کہتے ہیں کہ دولہا کی طرح قبر تراز نعیمن یعنی ٹھنڈی آنکھوں سو خبردار خبردار اے بندہ مومن ایسا نہو کہ تو ان فرشتوں کی آمد اون کے سوال اور جواب کی تاویل کرنے لگے کہ اس سے یہ مراد ہے اور وہ مراد ہے کہ اونکا آنا ضروریات دین سے ہے خبردار ملحدوں کی تاویلات کی جانب کان نہ لگانا جو وہ بیدین جمیع ملایک کی بابت کہتے ہیں اور اون سے عقول عشرہ اور نفوس فلکیہ مراد ٹھیراتے ہیں کہ اس معاملہ میں آیات کثیرہ اور احادیث متواترہ وارد ہیں کہ ملایک اجسام لطیفہ ہیں مختلف اشکال پر شکل بدلنے پر قادر ہیں اور رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ ملایک کو

دیکھتے تھے اور فرشتہ بازو رکھتے ہیں دو دو تین تین چار چار اور تمام مخلوق مین
فرشتہ زیادہ ہیں اور کل مخلوق سے بڑے ہیں اور بہت سی احادیث ہر ایک امام
سے اونکی کیفیت اور عظمت اور عجائب خلقت اور عادت اور شغل اور طور کی باب میں
وارد ہیں اور واجب ہے اعتقاد کرنا کہ آسمان ایک دوسرے سے ملا ہوا نہیں ہے جیسا کہ یونانی
کہتے ہیں بلکہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے
اور بیچ کا فضا اور میدان ملایک سے پر ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چپہ بھر جگہ آسمان
میں ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اللہ کی تسبیح اور تقدس کرنے والا نہو اور واجب
ہے اعتقاد کرنا کہ کل فرشتہ گناہوں سے معصوم ہیں اور یہ جو عوام الناس میں
مشہور ہے اور کتب تاریخ اور تفاسیر میں ہے جسکو شیعہ نے اہلسنت کی کتب سے لیا ہے
اور انہوں نے یہود کی تاریخ سے سیکھا ہے قصہ ہاروت و ماروت کا اور تخطیہ اور
خطا وارہونا نبیوں کا ہماری احادیث میں اوسکی تردید وارد ہے اور اون آیات
کی ایسی تفسیر جو متضمن انبیا اور ملایک کے فسق کو ہو نہ خطا کو اور جو منقول ہو
اوسکے بیان کی اس رسالہ میں گنجایش نہیں ہے پھر جاننا چاہئے کہ لازم ہے ایمان
اور یقین لانا عذاب و فشار قبر پر فی الجملہ باقی یہ کہ وہ عام ہے کل آدمیوں کے
واسطے یا کامل مومنین کے سوا اور لوگوں سے مخصوص ہے بہت سی احادیث سے
پچھلا احتمال پایا جاتا ہے یعنی کامل مومنین کے لئے فشار قبر نہوگا ذیل یا ہوگا مگر
معلوم نہوگا جیسے کوئی دوست دوست کو پیار سے دباتا ہے یہ صورت ہوگی
پس احادیث میں اختلاف نہیں اور واجب ہے ایمان لانا اسبات پر کہ فشار قبر
اصلی بدن کو ہوگا جسد مثالی کو نہیں بعد سوال و جواب اور فشار قبر کے جسد مثالی

میں منتقل ہونگے پس کبھی تو اپنی قبور پر ہونگے آنے جانے والونکو اپنی قبر کے دیکھینگے
اور اون سے مانوس ہونگے اور اون کی زیارت سے نفع پاوینگے اگر مومن ہونگے
اور کبھی وادی السلام کیطرف منتقل کئے جاوینگے اور وہ نجف اشرف کا میدان
ہے اور کبھی بہشت دنیا کی جانب منتقل ہونگے اور اوسکی نعمتوں سے متنعم ہونگے
اور اوسکی میوے کہاتے ہیں اور اوسکی نہروں سے پیتے ہیں جیسا کہ خدا تعالی
فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند
ربہم یرزقون فرحین بما اتہم اللہ من فضلہ یعنی مت گمان کر اون کو
جو راہ خدا میں کام آے مردہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک اونکو رزق
دیا جاتا ہے جو خدا نے اپنے فضل سے اونکو عطا کیا ہے اوسپر خوش ہیں اور اگر کافر
ہے یا معاند اہل بیت ہے تو اونکو دوزخ دنیا کی طرف لیجاتے ہیں اور قیامت تک
وہاں معذب رہینگے اور اگر مستضعف اور ضعیف الاعتقاد لوگ ہوں گویا
ظاہر مضمون بعض احادیث کا یہ ہے کہ اونکو روز قیامت تک مہلت دیجاویگی
نہ عذاب ہوگا نہ ثواب اور واجب ہے اعتقاد کرنا کہ دنیا میں دوزخ اور بہشت
دونوں ہیں علاوہ جنت الخلد اور نار الخلد کے جس میں ہمیشہ رہینگے بلکہ حدیث میں امام رضا
سے مروی ہے کہ حضرت آدم والی جنت بھی دنیا ہی میں تھی جنت خلد مراد نہیں ہے
اور بہشت و دوزخ کا اسی طرح اعتقاد کرنا چاہیے جسطرح شرع سے معلوم ہوتا ہے اونکی
یہ تاویل کرنا کہ بہشت سے مراد علوم حق ہے اور دوزخ سے مراد علوم باطل ہے یا بہشت
اخلاق سنجیدہ اور دوزخ نکوہیدہ سے مراد ہے کفر ہے اور الحاد بلکہ واجب ہے اعتقاد
کرنا کہ وہ دونو بالفعل موجود ہیں نہ یہ کہ وہ آیندہ پیدا ہوں گے جناب امام رضا

فرماتے ہیں جو اسکو نہ مانے وہ آیاتِ قرآن کا منکر ہی اور نبی کی معراج کا قائل نہیں
ذیل آیاتِ قرآن ہیں اونکے وجود کا دعویٰ ہے اور معراج کے اندر بہشت کی
سیر کرنا متواترات سے ہے اور جو قرآن اور معراج کا منکر ہی وہ کافر ہی اور واجب ہی
ایمان لانا رجعت پر کہ یہ خاص شیعہ مذہب کی خصائص سے ہے ائمہ سے اس کا ثبوت
کتب شیعہ او سنی میں ثابت ہوتا ہے اون حضرات سے منقول ہی کہ جو شخص ہماری
دوبارہ دنیا میں آنیکا الیقین نکرے وہ ہم سے جدا ہی اور احادیث سی جو بات معلوم ہوتی ہی
ہے یعنی رجعت کی بابت وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ حضرت قائم آل محمد کے عہد میں اور
اوس سے قبل ایک جماعت مومنین کو محشور فرمائیگا تاکہ اونکی آنکھیں اپنی ائمہ اور
اونکی دولت و سلطنت کو دیکھکر ٹھنڈی ہوں اور ایک جماعت کو کفار اور منافقین
سے دنیاوی انتقام کی غرض سی لیکن جو لوگ غرقیں میں ضعیفُ المذہب ہیں
اون کے لئے رجعت نہیں الا قیامت کبریٰ میں ذیل پس رجعت عام رجعت نہیں
بلکہ خاص رجعت ہی باقی ائمہ کا پلٹنا اُسکا یہ حال ہی کہ بہت سی احادیث فقط جناب
امیر المومنین کی رجعت پر دلالت کرتی ہیں بہت سی حدیثیں امام حسین علیہ السلام
کی رجعت پر بعض احادیث رسولِ خدا کی رجعت پر اور تمام ائمہ علیہم السلام کی
رجعت پر باقی یہ امر کہ قائم علیہ السلام کے عہد دولت میں اِن بزرگواروں کا آنا
ہوگا یا اوس سے قبل یا بعد اوسکے اس بات کے فیصلہ کرنیمیں احادیث مختلف ہیں
پس واجب یہ ہی کہ بعض امت اور ائمہ علیہم السلام کی رجعت کا مجملاً اعتقاد کرے
باقی تفصیلی علم جو پہنچا ہے اوسکو اُنہیں کے اوپر چھوڑ دے یعنی نہ اقرار کرے نہ انکار ذیل
اور اون احادیث کو جو اس باب میں وارد ہیں ہم نے کتاب بحار الانوار میں جمع کیا ہے

او ایک رسالہ رجعت کے باب میں علیحدہ بھی لکھا ہے ذیل جو رسالہ رجعت کے نام سے
مشہور و معروف ہے اور واجب ہے اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو کل آدمیوں کو
حشر فرمائیگا یعنے قبروں سے اٹھائیگا اور اونکی اصلی روحیں بدنوں میں داخل کیجاوینگی
اور اس کا انکار یا ایسی تاویلات چھانٹنا جس سے انکی ظاہری صورت کا انکار نکلے
جیسا کہ فی زمانہ بعض ملحدوں سے سنا جاتا ہے کفر و الحاد ہے اجماعاً اور اس زمانہ میں
ملا علیہ الرحمۃ کے زمانہ سے بھی زیادہ اسکا چرچا ہے وہ لوگ تاویل کرتے تھے اصل عقاید کا انکار
نہ کرتے تھے ہمارے اس زمانہ والے نیچری اور انگریزی خوان تو اصل عقائد کے
منکر ہیں تاویل چہ معنی اللہم احفظنا حالانکہ بہت سا حصہ قرآن شریف کا اسی کے اثبات
میں آیا ہے اور اوسکے منکرین کے کفر میں وارد ہے اس باب میں فلاسفہ کے شبہہ
کیطرف دہیان کرنا چاہیے کہ اعادہ معدوم کا محال ہے آیات و احادیث کو وہ
معاد روحانی سے تاویل کرتے ہیں یعنی روحوں کا حشر ہوگا ذیل جو خالق بے مثل و مثال
ہماری پہلی خلقت پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی ہماری ذرات متفرقہ کو جابجا سے
جمع کر سکتا ہے کچھ دشوار نہیں اور وہ ہماری صورت جو اب ہے بعد فنا و عدم کے اسکا
دوبارہ پیدا کرنا دشوار نہیں وہی سانچہ ہوبہو اوسکے پاس موجود ہے اسی مادہ کو
اسی صورت میں اپنے علم قدیم کے قالب اور سانچہ کے موافق ڈھال دیگا مثل اوس
روپیہ کے جسکو گلا کر دوبارہ اسکے پہلے قالب میں ڈھالا جاوے جسکو ہر اک عاقل اور عالم
واقف کار وہی روپیہ بتلاتا ہے اور اوسکے چلن میں اور دار و گیر میں کچھ فرق
نہیں آتا دیکھو ہزاروں معدوم محض کو ہم آج اپنے حافظہ میں لئے ہوئے ہیں ہماری
تحریرات کے ذریعہ سے وہ موجود ہیں اگر نہیں ہیں تو کسیکا کلام اور پیغام وسلام

دوسرے تک پہنچنا جسکی دنیا معتقد ہو غلط ہوگا کوئی حاکم حاکم رہیگا نہ محکوم محکوم سب کا خاتمہ
عالم کا درہم وبرہم ہوجائیگا منہ سے نکلنے پر حرف کا وجود باقی نہیں رہتا پس یہ قرآن
خدا کا کلام رہیگا نہ گلستاں سعدی کی نہ قانونِ انگریزی غرض کوئی نقل مطابق اصل
نہوگی کسی نقل سے اصل کا برتاؤ آپ کی رائے کے موافق انصاف نہوگا شاید عقد
کے بعد آپ کو اپنی زوجہ کے پاس جانا بھی درست نہ رہیگا فلسفی خیال کے مطابق
کہہ سکتے ہیں جس سے عقد ہوا ہے تم وہ وہ نہیں رہی فرق اعتباری ہوگیا ہے اور
حقیقتہً تم وہ کہاں ہو جو اپنے ماں کے شکم سے پیدا ہوئی تھیں بدل ما یتحلل کے ذریعہ
سے ذرہ ذرہ تمام جسم سے نکلکر نئے ذرّوں سے تمہارا بدن بن گیا ہے پس کہو آپ کو
ہم آپکے باپ کا بیٹا کہتے ہیں کیا یہ ہمارا عقیدہ درست نہیں ہے جب باوجود اسقدر تبدیل
اور تغیرات کے آپ ابتک وہی آدمی ہیں تو کیا قیامت کو بعد اعادۂ قادر مطلق
کے آپ وہ وہ نہ رہیں گے ضرور رہیں گے ضرور آپ وہی کہلاویں گے جو آج کہلاتے
ہیں کچھ فرق نہوگا پس اس بدن میں جو گنہ ثواب کیا ہے قیامت کے بعد وہ اسی
بدن کو ہوگا نہ دوسرے کو اور جسطرح بدن کا اعادہ عدم کے بعد ممکن ہونا حق ہے
اسیطرح واجب ہے اعتقاد کرنا کہ حساب کتاب برحق ہے اور نامۂ اعمال دہنے بائیں
سے اوڑ اوڑ کر دئے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان پر دو دو فرشتہ تعینات
کر رکھے ہیں ایک انسان کے دہنے پر اور دوسرا بائیں پر دہنی جانب کا فرشتہ
نیکی کو لکھتا ہے اور بائیں طرف والا بدی کو پس دن کو دن کے فرشتے دنکا عمل
لکھتے ہیں اور دن تمام ہونے پر وہ آسمان کو چڑھ جاتے ہیں اور دو فرشتے
اوتر آتے ہیں جو رات کا عمل لکھتے ہیں اور خبردار جیسا کہ آج کل سنا جاتا ہے وہ و

انکرنا کہ وہ کفر ہے اور واجب ہے شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لانا اور
یہ کہ اللہ تعالی نے اپنے مطیعوں سے جو ثواب کا وعدہ کیا ہی اوس مین خلاف وعدہ
نہوگا البتہ دہمکی اور وعید میں خلف ممکن ہی اور وہ جھوٹ بولنا نہیں کہلاتا اسطرح
پر کہ حق تعالی گنہگار مومنین کے گناہوں کو بخشدے بدون توبہ بھی کہ آیات قرآن
اسپر ناطق ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی توبہ کو اپنے وعدہ کے موافق قبول فرماتا ہے
اور یہ کہ کفار اور معاندین اہل خلاف میں سے ہمیشہ دوزخمیں رہینگے اور مستضعف
لوگ اہل خلاف میں سے مرجون لامر اللہ ہیں یعنے امید ہی کہ حق تعالی اون کو بخشدی
اور نجات دے آتش دوزخ سے اپنے فضل وکرم سے اور مستضعفین سے مراد وہ لوگ
ہیں جو ضعیف العقل ہیں اور انمیں بعضے ایسے ہیں جنکی عقلیں عورتوں اور بچونکی
برابر ہوتی ہیں اور وہ لوگ ہیں جنپر حجت جیسا کہ چاہیے تمام نہیں ہوئی ذیل جیسا
کہ جزائر کے رہنے والے جنکو بعثت کی فرض کیبی خبر ہی نہیں ہوئی اور یہ بات ہی کہ
مومن داخل بہشت ہونگے اور ہمیشہ اوسی میں رہینگے یا تو بلا عذاب داخل ہوجاوینگے
یا بعد عذاب بھگتنے کے خواہ عالم برزخ میں بھگتیں یا دوزخ میں اپنے اپنے اعمال کے موافق
جو بھی کچھ ہوتا اور جاننا چاہیے کہ شفاعت مومنوں سے مخصوص ہی دوسری فرقوں کو
اونکی وجہ سے نہیں پہنچ سکتی ذیل جیسا کہ بعض اخبار احادیث میں وارد ہی کہ جس جس کا
کوئی حق کسی مومن کے ذمہ ہوگا یا کچھ تعلق ہوگا برعایت اوس مومن کے وہ مخالف
بھی بخشا جائیگا اگر یہ صحیح ہو تو داخل شفاعت نہیں بلکہ ابراء ذمہ مومن ہی اسی وجہ سی
معصوم نے فرمایا ہی کہ غیروں کے حقوق اپنی گردن پر لیکر ہمارے پاس نہ آنا اور جاننا
چاہیے کہ حبط اعمال اور تکفیر دونوں امر ثابت ہیں میرے نزدیک اپنے بعض معانی کی

کے موافق ذیل مراد ان معانی سے شاید یہ ہے کہ اگر تائب نہوا یا کافر ہوگیا تو پہلی عمال کا صلہ نہ ملیگا اور توبہ کے بعد اعمال سابقہ کی سزا نہ دی جائیگی اور کبائر سے اجتناب کرنے پر صغائر معاف ہوجاوینگے اور وجہ اس عقیدہ کی مصنف فرماتے ہیں او آیاتِ جو اوسپر دلالت کرتی ہیں اون کا احصا و ضبط نہیں ہوسکتا اور احادیث و اخبار لا انتہا ہیں اور جو دلائل عقلی اونکے انکار پر قائم کی گئی ہیں سب ضعیف ہیں جیسا کہ اوس شخص پر جو اون میں تدبر کریگا پوشیدہ نہوگا پھر لابد ہے ایمان لانا اون کل مضامین کا جو زبانِ شرع پر وارد ہوئے ہیں جیسے پل صراط اور میزان اور کل حالات قیامت اور اوسکے ہول اور دہشت اور ان میں سے کسی کی تاویل نکرنا چاہیے البتہ جسکی تاویل خود صاحب شرع نے فرمائی ہے وہ حق ہے اس لئے کہ اول اور ابتدا الحاد و کفر کی نوامیس اور احکام شرعیہ میں اپنی عقول سخیفہ ضعیفہ اور اپنی آرائے ناقص کے موافق تصرف اور تاویل کرنا ہے خدا ہمکو اور تمام مومنین کو اوس سے اور اوسکی مثل سے محفوظ رکھے ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

دوسرا باب

اون چیزوں کے بیان میں جو کیفیت عمل سے متعلق ہیں ای میرے دوست تو نے جانا جو ہم نے اوپر تحریر کیا ہے کہ اہل بیت عصمت کی قول اور فعل کی متابعت کرنا اور اون کی احادیث اور اخبار میں تدبر لازم ہے خوب سمجھ لو کہ خیر سب کا نام خیر ہے اوسکو ہم نے احادیث میں ائمہ علیہم السلام کی پایا ہے اسلئے کہ حکمتہائے اللہ سے

کوئی حکمت نہیں ہے جو اسمیں مذکور نہو صراحۃً مشروحًا جو شخص قلب سلیم اور عقل مستقیم سے
کسی حدیث کا مطالعہ کریگا اوسکی عقل کجی کرکے راہِ باطل و ضلالت کو نہ جاویگی اور
اُسکا فہم اہل زیغ اور ہلاکت والونکے طور و طریقہ سے مانوس نہوگا احادیث میں طور و
طریقہ راہِ نجات تک پہنچنے کا اور سعادتِ جاودانی کے حاصل کرنیکی صورتیں بہت
ظاہر اور روشن ہیں مگر اوس شخص کے لئے جو خواہشِ نفسانی کی جھلّی اپنی چشم بصیرت
سے اُٹھاوے اور نیت کی درستی میں اپنے پروردگار سے وسیلہ چاہے حق تعالیٰ قرآن مجید
میں فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا کہ جو شخص جد و جہد اور
کوشش کرینگے ہمارے باب میں البتہ ہم اوسکو اپنی راہ کی ہدایت کرینگے اور محال ہے
حق تعالیٰ وعدہ خلافی کرے جب کہ بندہ خدا کے پاس اون دروازوں سے جاوے
جن سے جانیکا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ویل چنانچہ فرمایا ہے واتوا البیوت من
ابوابھا کہ مکانوں میں اونکے دروازہ سے آؤ جسکو رسول خدا نے انا مدینۃ العلم
وعلی بابھا کہکر بتا دیا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اوسکا دروازہ ہے پس اول
سالکِ راہِ خدا پر جو واجب ہے وہ یہ ہے کہ اپنی نیت کو درست کرے کہ اعمال کی مقبولیت
اور کمال کا دار مدار نیتونکی مراتب پر ہے اور یہ امر بدون اللہ کی جناب میں کامل
توسل کئے اور شر شیاطین و غلبہ خواہش ہائے نفس سے استعاذہ اور پناہ چاہنے کے سوا
حاصل نہیں ہوتا پھر چاہئے کہ اس مقصدِ اقصیٰ کی عظمت کو خیال کرے اور خیال
کرے کہ اس دارِ فانی کے چھوڑنیکے بعد پھر یہاں پلٹنا ممکن نہیں ہے کہ اپنی
غفلتوں کا تدارک کر لیا جاتا اور حسرتِ عظمیٰ اور مصیبتِ کبریٰ سے حذر کرنا
چاہئے پھر اس دنیا کے فنا اور انقلاب حالت کو غور کرے اور خیال کرے کہ اوپر

بیان نیت

اعتماد نہیں ہو سکتا نہ اسکی عزت پر بھروسہ کرے نہ اسکے فخر پر اور اثنائے تفکر مذکور
میں اون مضامین کی سیر کرے جو ائمیہ حضرات علیہم السلام سے اس باب میں وارد
ہیں اونکے اغیار کے کلام کی جانب توجہ نفرمائی کہ منبع وحی اور الہام سے صادر
ہونیکی وجہ سے اونمیں تاثیر عجیب وغریب ہی جو دوسروں کے کلام میں نہیں ہی اگرچہ
ایک ہی مضمون ہو اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسروں کا کلام مثل غزالی و ابو طالب
مکی اور مولوی روم اور اونکے احزاب کے حق و باطل سے ممزوج ہے حق کو ذکر کرتے
وقت وہ اپنے باطل کو ناظرین و سامعین کی نظر میں جو اونکے کلام کو دیکھتے ہیں
جلوہ دیتے ہیں کہ اون کو اپنے پھندوں میں پھانس لیں پھر جان تو کہ نیت اسکا
نام نہیں ہے جو لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے دلمیں سوچنا یا زبان پر لانا سکھنا
عربی لفظونمیں یا فارسی ہندی وغیرہ میں بلکہ نیت داعی فعل کا نام ہی جو انسانکو کام کرنے
پر آمادہ کرنیوالی چیز ہی اور ایک امر مخفی ہی نفس کے اندر جو لوگ طاعت خدا پر جد و جہد کرتے ہیں اور
اور جنکی دیدۂ دل کو اللہ نے نفس کی عیوب و اسکی بیماریوں پر بینا کر دیا ہی اونکے سوا دوسرا شخص حقیقت
کو نہیں جان سکتا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی فالھمھا فجورھا وتقوٰھا کہ الہام کیا یعنی ڈالا
نفس کے اندر اوسکے فجور اور تقویٰ کو کہ کون امر فجور و بدکاری ہی اور کیا چیز تقوے
و پرہیزگاری ہے اور وہ اس حالت کی تابع ہے جسپر انسان قائم ہو چنانچہ تفسیر
آیۂ مبارکہ قل کل یعمل علی شاکلتہ کے وارد ہے کہ شاکلہ سے مراد نیت ہی اور ترجمہ
آیۂ شریفہ کا یہ ہی کہ تو اے محمد کہ ہر ایک شخص اپنی شاکلہ پر عمل کرتا ہی یعنی اسکو
موافق اور یہ بات ہر ایک شخص پر جو اسمیں تدبر کرے گا ظاہر ہی مثلاً اگر کسی
شخص کے شاکلہ اور طریقہ اور عادت حب دنیا ہو اور حرص تو وہ شخص کوئی عمل

خیر یا شر کا کرے مقصود اصلی اوسکا اوس سے دنیا سمیٹنا ہوگا مثلاً جب نماز پڑہیگا
تو خیال کریگا کہ اگر نماز کو ترک کروں گا تو دنیا کے مضر ہوگا یعنی جان مال میں
گھاٹا آویگا اور جب شراب پیئے گا تو اوسکو بھی اسی غرض سے پیتا ہی کہ دنیا کے امور میں
قوت اور مدد دیگی اسیطرح جس شخص پر سلاطین کی محبت اور اونکا قرب غالب ہی
وہ جو کام کریگا اوسکو اول یہی فکر ہوگی کہ اس کام کو حکام کی خوشنودمیں دخل
ہے یا نہیں قرینہ اسپر یہ ہے کہ بہت سے اعمال خیر جو اونکی طبائع سے موافق نہیں
اونکو عمل میں نہیں لاتے جب ہم نے اس بیان کو غور سے سمجھ لیا تو اب سمجھو کہ نیت
کے اعتبار سے آدمیوں کی منازل اور درجات مختلف ہیں بعض پر شقاوت غالب
ہے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا ہی اون کو اپنے اعمال خیر سے سوائے ایسی باتوں کے اور
کچھ مقصود نہیں ہے اور یہ شخص اگر اس حالت کے ترک میں سعی نکریگا تو رفتہ رفتہ
شقاوت کو نوبت پہنچیگی انتہا درجہ یہ ہوگا کہ دین مذہب سب کو جواب دیگا اور
اوس سے کچھ امید بہبودی کی نہوگی دوسرے وہ شخص ہی جسکا مقام اس درجہ
سے کچھ بلند تر ہے اوسکے دلمیں حب دنیا کے ساتھ حب آخرت بھی ہی اور وہ اپنے
گمان باطل میں سمجھتا ہی کہ دنیا و آخرت دونوں جمع ہو سکتی ہیں پس کبھی اوسپر حب
آخرت غلبہ کرتی ہے تو اوسکے موافق کرنے لگتا ہے اور جب حب دنیا غالب آتی
ہے اوسکے مطابق چلنے لگتا ہی یہ شخص بھی اگر اپنے خبر نہ لیگا تو بہت جلد پہلے شخص
کی مثل ہو جاویگا تیسرے وہ شخص جسپر عذاب خدا کا خوف غالب ہی اور اوسکی
شدت اور الم کو اوسنے تفکر کیا ہی اور متنبہ ہوا ہی پس اس سبب سے دنیا اوسکی
نظروں سے گر گئی پس وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اعمال حسنہ کا کرنا ہو یا اعمال سیئہ کا

ترک وہ خوفِ خدا کی وجہ سے ہے یہ عبادت صحیح ہے علی الاظہر لکن کمال کا مرتبہ
نہیں ہے جنابِ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ غلاموں کا عبادت ہے
ذلیل کہ غلام اور لونڈی جو کرتے ہیں آقا کے ڈر کے مارے کیا کرتے ہیں اگر ڈر نہو تو
قطعی غافل ہو جاویں اور کچھ بھی نکریں یہ ڈرپوک عبادت کی ہے جو سمجھے یہ ہے کہ خدا
نے جو محسنین سے بہشت کی نعمتوں کے وعدے کئے ہیں اونکا شوق اوسکی نفس پر
غالب ہے پس وہ اُن چیزوں کے حاصل کرنیکے لئے عبادت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے
کہ یہ عبادت اجیرا ور مزدوروں کی ہے یہ بھی سابق سے قریب ہے ذلیل وہ ڈر سے
کرتا ہے یہ طمع سے قربۃ الی اللہ دونو کا فعل نہیں ہے مگر اس میں بھی شک نہیں
کہ وہ ڈرتا ہے تو خدا سے اور یہ طمع کرتا ہے تو خدا سے اور تقوی اور خشیۃ اور
امیدِ ثواب وخوفِ عذاب شرعاً ممدوح ہیں مذموم نہیں ہاں اخلاصاً للہ اور ابتغاء
وجہ اللہ صادق نہیں آتا سپاہی بادشاہ پر بادشاہ کی جان کی محبت و عظمت
سے نثار نہیں ہوتا چار پیسہ کے لالچ یا توپ کے ڈر سے کہ بھاگا تو مارا گیا یا بخوبی
یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت اس نیت سے کرے کہ وہ عبادت کی لائق ہے یہ درجہ
صدیقوں کا ہے جناب امیر المومنین فرماتے ہیں الٰھی ما عبدتک خوفاً
من نارک ولا طمعاً فی جنتک ولکن وجدتک اھلا للعبادۃ
فعبدتک یعنی یا الٰہی نہ دوزخ کے خوف سے میں تیری بندگی کرتا ہوں نہ
بہشت کی طمع سے لیکن میں نے تجھکو عبادت کی لائق سمجھا اس وجہ سے تیری
عبادت کرتا ہوں جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ احرار اور آزادونکی
عبادت ہے یہ دعوی اونکے غیر سے مسموع نہیں اسلئے کہ یہ مرتبہ بدون معرفت

نہیں ہو سکتا جو شخص اپنے دلسے جانتا ہی کہ اگر بہشت و دوزخ نہوتے یا عیاذاً باللہ
عاصی کو خدا جنت دیتا اور مطیع کو دوزخ تو بھی ہیں عبادت اور اطاعت کو اختیار
کرتا اسلیئے کہ اللہ تعالی اسی کی لایق ہی وہ اس نیت سی عبادت کر سکتا ہی چھٹا یہ کہ
اللہ تعالی کی عبادت اوسکی نعمتوں کے شکریہ میں بجالاوے کہ وہ خدا کی نعمتوں کو
غیر متناہی پاتا ہے پس اوسکی عقل حکم کرتی ہے کہ یہ منعم ان نعمتوں پر مستحق ہی کہ اُسکی
عبادت کیجاوے ساتویں یہ کہ حیا سے عبادت کرے کہ اوسکی عقل اچھے کاموں کی
خوبی اور گناہوں کی برائی پر حکم کرتی ہی اور جانتا ہے کہ اللہ تعالی ہماری کل حالات
پر مطلع ہے پس حیا اور شرم دامن گیر ہوتی ہے جس سے وہ فرماں برداری کرتا ہی
اوسکو عذاب اور ثواب کا کچھ دہیان نہیں ہی اسی کی جانب اشارہ ہی اوس
روایت میں جو تفسیر الاحیا میں وارد ہی کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان
لم تکن تراہ فانہ یراک کہ خدا کی عبادت اسطرح پر کر گویا تو اوسکو دیکھ رہا ہی
پس اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھ لے کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہی آٹھویں یہ کہ عشق و محبت
ہو اس وجہ سے اللہ کی عبادت کرتا ہے محبت اعلی مرتبہ کمال کا ہے اور وہ اسطرح
پر حاصل ہوتا ہے کہ ہمیشہ خدا کے ذکر میں رہی اور کثرت سے عبادت کرے اور
خدا کی نعمتوں کو یاد کرے اور اوسکے الطاف کو اور جب محبت حاصل ہوگی تو
مخالفت اپنے محبوب کی اوسکی محبت کی وجہ سے اوس سے نہو سکے گی اور اوسکو
نفع نقصان کا کوئی دہیان نہیں رہ سکتا ذیل اسکے بہت مراتب ہیں کوئی ایسا
غرق ہوتا ہے کہ اوسکو عشق میں اپنا دہیان رہتا ہی نہ کسی کا کسی کو نظر محبوب کی
رضامندی پر ہی کسی کا مقام اس سے بھی گذر جاتا ہی بعض اشخاص کو محض عبادت سے

محبت ہو جاتی ہے معبود سے چنداں تعلق نہیں ہوتا اس مرتبہ سے کچھ تعلق نہیں
رکھتے جناب امیرالمومنین کا قول ہے جو کوئی حرف کی عبادت کرتا ہے وہ کافر ہے اور جو
کوئی حروف معنی دونوں کی عبادت کرتا ہے وہ مشرک ہے اس درجہ والے کو حضور قلب
سے مطلب نہیں ہوتا بلکہ اکثر یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ کیا پڑھتا ہے کیا کرتا ہے غرض اس کے
گدہے کی طرح بدن ہلے جاتا ہے اور روح ڈانواڈول پھرتی ہے اور اکثر یہ لوگ غنا
اور خوش الحانی خوش آوازی کا زیادہ خیال رکھتے ہیں جیسے لوگوں کو مزا ایسے سے مزہ
آتا ہے یہ اپنے انکر الاصوات لصوت الحمیر پر مرے جاتے ہیں نماز دعا ورد قرآن حدیث
کتاب نعت مرثیہ اس زمانہ میں غالباً ایسی حالت میں پایا جاتا ہے ایک درجہ کے لوگ
وہ ہیں جنکو کچھ بھی بیان اور غرض نہیں ہے کرتے کرتے نماز روزہ کی عادت ہوگئی
ہے یہ لوگ بھی ان درجات سے عابدوں کے خارج ہیں البتہ عبادت کی عادت ہے
اسی واسطے معصوم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی برائی بھلائی کی جانچ کو نماز روزہ
پرست بھول یہ تو اک عادت ہے کہ پڑ گئی بدون کیے چین نہیں آتا اوسکی صدق گفتار
اور امانت کو دیکھو نوئیں یہ ہے کہ بقصد تقرب قربت عبادت کرے یعنی قرب خدا
کا طالب ہو مترجم معمول و مروج علی العموم یہی قصد ہے ہر ایک عبادت میں قربۃً
الی اللہ کی نیت کیجاتی ہے قرب کے چند معنی ہیں جو بہت باریک ہیں ہم بعض کی
طرف اشارہ کرتے ہیں اسلیے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ خدا کی شان میں قرب مکانی و
زمانی تو متصور ہو نہیں سکتا کہ نعوذ باللہ کوئی خدا سے نزدیک ہو جاوے بیمحال
ہے اوسکے جسم ہے نہ جگہ پس قرب سے مراد درجہ کمال کا قرب ہے اسلیے کہ مراتب نقص
میں نہایت بعد ہے اوسکی جناب مقدس برتر ہے بوجہ اوسکی انتہائی کمال کے پس جب

آدمی اپنے نفس سے کچھ نقصان کو رفع کرتا ہی اور بعض کمالات سے موصوف ہوتا ہی
تو اوسکا بعد اوسکی جناب سے کم ہو جائیگا اور بعض خلاق خدا اوسمیں آجاوینگے
یا مصاحبت معنوی کی راہ سے اور تذکرہ کے لحاظ سے قرب خیال کیا جاوی اس لیے کہ جب
کسیکا محبوب مشرق میں ہو اور وہ مغرب میں تو باوجود بعد المشرقین وہ ہمیشہ اوسکے
ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہی اوسکے کاروبار اور اوسکے حکم و احکام جو اس سی متعلق ہوں
اسی میں پھنسا رہتا ہی یہ حقیقۃً اوس دشمن سے جو اوسکے پہلو میں ہی محبوب سی اقرب
ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں معنی جنکو ہم نے ذکر کیا ہی کثرت عبادت سی حاصل
ہوتے ہیں پس ممکن ہے کہ عابد کی غرض ان دونوں معنوں کا حصول ہو اور
قرب کے واسطے اور چند معنی ہیں اور واسطے نیت کی اور چند درجہ اور مراتب ہیں درمیان
اون مراتب کے جنکو ہم نے بیان کیا ہی جنکی حد و انتہا نہیں ہمنی بعض مراتب کو بطور
مثال کے ذکر کر دیا ہے کہ مومن سالک الی اللہ اس راہ کے خطرناک ہونیسے واقف
ہو جاوے اور حق تعالی سے توسل کری کہ ان مہالک سے وہی بیڑا پار کری یہانتک
کہ جب بندگان مخلصین کے زمرہ میں داخل ہو جاوی تو ہر شر شیاطین سے محفوظ
ہو جاویگا چنانچہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی ان عبادی لیس لک علیہم سلطان
ولنعم ما مثل کہ بندہ میرے جو ہیں اونپر تجھکو دسترس نہوگا ذیل اس مقام پر
نقل قول شیطان قرآن مجید سی چیان ہے ترے الا عبادک منہم المخلصین کہ میں تیری
بندوں کو گمراہ کروں گا مگر وہ تیرے بندہ جو مخلص ہیں کیا خوب کسی نے شیطان
کی مثال اوس کتے سے دی ہی کہ جو کسی امیر در دولت پر ہو اور جو شخص مالک کر پاس
اندر جانیکا قصد کری اوسپر بھونکے آزار دے سوا اسکے کہ خود مالک اوسکو ڈپٹی اور ہٹاوی

کسی طرح باز نہیں آتا یا اوس کتّے کو معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص مالک خانہ کا دوست
ہے جب باز رہتا ہی یہی حال اس کلب لعین کا ہی جو خدا کے دروازہ پر تعینات ہی
اس غرض سے کہ کوئی غیر اندر نہ جانے پاوی جو اپنی شقاوت کی وجہ سی مستحق حضوری
نہیں ہے پس جب مالک خانہ اللہ جل شانہ بوجہ بندہ کے استعاذہ اور پناہ مانگنے کی
شر شیطان سے اوسکو جھڑک دے جیسے دستور ہی کہ ایسی صورت میں آنیوالا صاحب خانہ
کو اطلاع دیا کرتا ہی کہ مجھے بچائیے اور صاحب خانہ کتّے کو جھڑک دیتا ہی یا وہ کتا خود
جان لے کہ یہ شخص اس دربار کی مقربین سی ہی اور مالک الملک کی خواص سی ہی اور اکثر یہاں آتا جاتا ہی اور
اسکو صاحب خانہ سی انس ہی تو وہ کتا اس شخص سی متعرض نہیں ہوتا پس جب سالک کو جناب قدس کی
متوسل ہوا اور اوسکی نیت بھی صحیح ہوئی بقدر اپنی کوشش کے ابتدائی امر میں
اس چیز کو طلب کرتا ہی جسمیں اپنی آخرت کی خیر و بہتری جانتا ہی اور اوس کی کچھ
پرواہ نہیں کرتا کہ اوسکو اہل زمانہ اور جہلائے وقت خشک کہیں یا فقیر یا زاہد خشک
یا اوسکو جاہل بتلاویں یا احمق ٹھہراویں جب آدمی کی حالت اس درجہ تک پہنچی تو حق
اوسکو عیاں نظر آنے لگیگا پس اسوقت اسکو لازم ہے کہ اسکے بعد وہ علم تلاش کرے
جو کلام اہل بیت سے انس رکھتا ہو اور اونکی احادیث کا معتقد ہو نہ وہ شخص جو
حدیثوں میں عقلی دلیلیں ملا کر تاویل کریں بلکہ جو شخص احادیث سی اپنے عقائد کو
صاف کرتا ہو پس تحصیل علم میں محض رضائے اللہ شروع کردے یہ بھی مثل قربۃ الی اللہ
کی نیت کی ایک صورت ہی اور مراد اوس سے خوشنودی اور رضامندی اللہ تعالیٰ
کی ہی یعنی اس غرض سے عبادت کرتا ہوں کہ اللہ مجھسے راضی اور خوشنود ہو
اور اس غرض کی غرض کو چیرا جاوے تو پھر وہی پچھلے درجہ نظر آویں گے خوف نار

یا طمع بہشت یا قرب درگاہ یا وصال معنوی وغیرہ وغیرہ اور اخبار اہلبیت میں تدبر
و تفکر کرے اور مقصد اوسکا تحصیل علم سے عمل کرنا ہو کہ کوئی عمل بدون علم کے
نفع نہیں دیتا جیسا کہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہو کہ عامل علی غیر بصیرۃ
مثل اوس شخص کے ہے جو کوراہ چلے کہ جتنا تیز چلیگا اوسی قدر منزل مقصود سے دور
ہوتا جائیگا اور بدون عمل کے علم بھی بیفائدہ ہے بلکہ بدون عمل کے علم کبھی حاصل
نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہو کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے تو حق تعالی اوسکو
اوس شے کا مالک کریگا جسکو نہیں جانتا یعنی عمل کی بدولت غیر معلوم معلوم ہو جائیگے
اور علم کے مثال چراغ سے دی ہے کہ جو کسی اندھیری راہ کے چلنے والے کے پاس ہو
کہ جب وہ ٹھیر جاتا ہے اور چلنا موقوف کرتا ہو تو ایک مقدار خاص تک اوسکو چاندنا
نظر آتا ہے اور جسقدر چلتا جاویگا اوسی قدر اور راستہ اوسکو نظر آتا جاویگا غرض
علم عمل کا معین ہو اور عمل علم کو بڑہاتا ہو پس مناسب ہو کہ اپنے دن کے تین حصہ کرے
ایک حصہ میں حلال روزی کی تلاش کرے ذیل اگر اوسکا محتاج ہو یا راحت و آرام
کرے اور ایک حصہ میں تحصیل علم میں مشغول ہووے اور ایک حصہ میں فرائض و مسنون
اور نوافل میں مشغول ہو اور مناسب ہو کہ کچھ تھوڑا سا علوم آلیہ یعنی قواعد کو پڑہے
کہ علم حدیث میں اوسکی ضرورت ہو ذیل یعنی فی زماننا نہ زمان سلف میں اور وہ
علوم صرف و نحو اور تھوڑا سا منطق اور تھوڑا سا علم اصول فقہ اور بعض کتب فقہیہ
کا پڑہنا ہے پہر جسقدر ہو سکے علم حدیث میں کوشش کرے اور کتب اربعہ کو یعنی
کافی کو ملا محمد یعقوب کلینی کی اور استبصار و تہذیب شیخ ابو جعفر طوسی کو اور من لا
یحضرہ الفقیہ شیخ صدوق کو اور غیر اسکے تصانیف صدوق وغیرہ کا مطالعہ

کرے اور ہمارے پاس بحمد اللہ سوائی کتب اربعہ کے قریب دوسو کتاب حدیث کی
اور موجود ہیں جنکو ہم نے بحار الانوار میں جمع کیا ہی اور اونکی تفسیر کی ہی پس لازم ہی
کہ انسان اوسمیں نظر و فکر کرے اور اوسکے مقامات غامضہ میں غوض کری اور
اس سے استفادہ حاصل کرے کہ وہ ایک دریا ہی جیسا کہ اوسکا نام بحار ہی پھر جان تو
اے برادر کہ ہر ایک عبادت کی ایک روح ہی ایک جسم اور ایک ظاہر ہی اور ایک باطن
پس ظاہر اور بدن عبادت کا وہ تو حرکات مخصوصہ ہیں بندہ کی اعضا کی اور باطن
عبادات کا وہ اسرار ہیں جو اس سے مقصود ہیں اور وہ ثمری ہیں کہ جو اوسپر مرتب
ہوتے ہیں اور روح عبادت کی حضور قلب ہی اور متوجہ ہونا اوسطرف اور اوسکے مقصود
اصلی کو حاصل کرنا کہ یہ ثمرہ بدون اسکے حاصل نہیں ہوتی مثلاً نماز عمود دین ہی یعنی
خیمہ کے بیچ کی چوب جسپر خیمہ کھڑا ہوتا ہی خدا نے اوسکو تمام اعمال بدنی میں افضل
قرار دیا ہے اور اوس پر عظیم اثر مرحمت فرمائی ہیں فرماتا ہی اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهىٰ
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر کہ نماز فحش اور بد فعلیوں سے منع کرتی ہی اور جناب رسولخدا
فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ معراج المومن نماز مومن کی معراج ہی اور یہ ثمرہ اوسپر بدون
حضور قلب کے جو اوسکی جان ہی حاصل نہونگی اسلئے کہ بیجان کا بدن کیا بکار کر سکتا ہی اوس
سے کیا نفع حاصل ہو سکتا ہی یہی وجہ ہے کہ ہماری نماز ہمکو فحشا اور منکر سے نہیں
روکتی اور ہمکو اس درجات دنیہ سے درجات عالیہ تک عروج و ترقی نصیب نہیں
ہوتی اس لئے کہ نماز اک معجون الٰہی اور مرکب سماوی ہے جب کہ اوسکی شرائط عمل کا
خیال و لحاظ رکھا جاوی تو جمیع امراض نفسانی کو اور تمام ادوار روحانی کو نفع دیگی
پس چاہی کہ انسان ہر ہر فعل پر نماز کی افعال سے اوس فعل کے سر اور غرض اور مقصود

کو دہیان کرے پس دعوات ابتدائی اور مقدمۂ نماز سی نفس کو جو اون امور دنیا
میں مشغول ہونیکی وجہ سے جنکی جانب بسبب حکم اور مصالح خدا کے انسان مضطر و
مجبور ہی عبادت سی ایک نوع کی وحشت جھجک ہے اوسکا رفع کرنا اور مانوس کرنا مدنظر ہی
کہ نماز کے شروع کے وقت حق تعالی کے جناب سی مستانس ہوا اور نیز وجہ یہ ہی کہ شرائط
قبول عمل سے تقوی اور پرہیز گاری ہے معاصی اور ممنوعات سے اس لئے کہ اون کے
کرنیکی وجہ سے ساحت قرب سی بعید ہو جاویگا اور نیز حق تعالی فرماتا ہی انما یتقبل الله
من المتقین کہ اللہ متقیوں ہی سی قبول کرتا ہی اور جب بندہ افعال بدکا مرتکب ہوا
اور اوسکی وجہ سے نہایت بعد اوسکو ہو گیا تو ضرور نماز سے قبل تضرع کریگا کہ خدای تعالی
اوسکو بخشدے اور در گذر کرے اوسکے جرائم سے جس سی وہ لائق اور قابل اس امر کا
ہو جاوے کہ اوسکی عبادت بجالاوے اور اُس سی مناجات کرے اور تکبیرات میں جناب
اقدس تعالی کی تنزیہ و تقدیس ہی شرک اور مثل اور نقصان سی اور اس امر سی کہ بندہ بھی
اپنے قوی ظاہرہ اور باطنہ کی وجہ سی اور اپنی عقل و ادراک سی اوسکو ادراک نہیں کر سکتی
اور اسوقت عقائد حقہ کو دہیان کری تاکہ وہ نفس میں راسخ ہو جاویں اور دعائے
توجہ میں خلوص نیت کی تعلیم و تلقین ہی اور بکمال عبودیت کا اظہار اور غیر کی جانب سی
نظر بند کر لینا اور ہمہ تن اوسی کی جانب متوجہ ہونا ہی اور قرات میں اپنی محبوب حقیقی
سے ہمکلام ہونا اور راز و نیاز ہی کبھی اوسکی محامد اور خوبیوں کا ذکر کرتا ہی کبھی اوسکو
اوصاف کمالیہ سے موصوف تبلاتا ہی جو حاجت سی قبل وسیلہ ہی اور آداب مکالمہ اور
مناجات کی رعایت ہی پھر عبودیت کا اظہار ہی پھر اپنی حول و قوت سی تخلی یعنی اقرار
کرنا کہ مجھمیں کچھ قوت نہیں ہی پھر استعانت کرنا اوس سی جمیع امور میں خصوصًا

اوسکی عبادت میں یہ طلب ہدایت راہ مستقیم کی جانب اور وہ راہ نبی او رآل نبی علیہم السلام
کی ہی جمیع عقائد اور اعمال اور اخلاق میں اور اون راہوں کی جو اللہ تعالی کی پہنچانی
کی ہیں اور یہ مطلب جمیع مطالب عالیہ پر مشتمل ہی پہر استعاذہ کرنا صراط اعداسے اور ضمیر
تمام عقائد باطلہ اور اخلاق ردیہ اور طرق ضلالت اور جمیع فسق وفجور سا گیا کہ وہ سب
اعدائے خدا کے طور وطریقہ ہیں اسیطرح رکوع وسجود میں خضوع اور تذلل ہی اللہ کے
سامنے کہ انسان کے اندر جو تکبر ونخوت اور خودبینی اور اتراہٹ پیدا ہوجاتی ہی
وہ دفع ہوجاوی پس حکم دیا گیا کہ اپنے مکارم بدن اور اشرف اعضا کو خدا کے سامنے
خاک پر رکھی اسیطرح ہر ایک قول میں نماز کے افعال سے بڑی بڑی حکمتیں اور
مصالح عظیمہ ہیں کہ بڑی بڑی کتب میں اونکی شرح نہیں سما سکتی اور احادیث میں ہر فعل
کے افعال نماز سے اسرار غریبہ اور حکم عجیبہ وارد ہیں ہمنی اس مقام پر بعض کی جانب
اشارہ کردیا ہے بطور مثال کے ورنہ یہ رسالہ کہاں وفا کرسکتا ہی ایسی ہزار رسالہ ہوں
تو ایک فعل کے بھید کے بیان کو کافی نہیں ہوسکتے پس مناسب ہی کہ انسان اون احادیث
کی جانب رجوع کرے جو اس باب مین وارد ہیں اور انمیں باقی عبادات کے اسرار
اور حکم کو بھی ذکر کیا ہی پس ہر فعل کو اوسکی صورت کے موافق بجالائے تاکہ ہر ایک فعل اوسکا
قرب خدا کا وسیلہ اور تکمیل نفس کا سبب اور راہ نجات کا ہادی ہو پہر معلوم کرو کہ
سب سے زیادہ قریب رستہ خدا کی جانب ہی کہ وہ بہت سی آیات اور احادیث سے ظاہر ہی
دعا اور مناجات کا طریقہ ہے لیکن اوسکی کچھ شرائط اور آداب ہیں مثل حضور قلب اور
توسل تام اور قطع رجا کے غیر خدا سے اور خدا پر اعتماد کامل کرنا اور چھوٹی بڑی اور
قلیل اور کثیر کام میں اوسی کی جانب توجہ کرنا اور ادعیہ منقولہ دو قسم پر ہیں ایک تو اوراد

واذکار ہیں جو ہر روز و شب کے لئے موظف و مقرر کئے ہیں اور تجدید عقائد اور طلب مقاصد اور روزی اور دفع کید اعدا وغیرہ پر مشتمل ہیں پس انسان کو لازم ہے کہ حضور قلب کے باب میں جد و جہد کرے اور توجہ نفس و تضرع اور گریہ و زاری انکے پڑھنے کے وقت اور اگر یہ میسر نہ آوے تو لازم ہے کہ ادعیہ کو ترک نکرے ذیل یہ لازم نہیں ہے کہ چھوڑ بیٹھے جیسا کہ بعض شخصوں کی حالت ہوتی ہے اور یاد رکھو کہ ان ادعیہ کے پڑھنے سے اصلی مقصود وہی مقاصد نہوں جنکے وجہ سے یہ پڑھے جاتے ہیں جیسا کہ اوپر نیت کے مدارج میں گذرا ہے ورنہ علما نے ان کی صحت میں تو غدغہ کیا ہے کہ خلوص نیت نہو تو عبادت کی صحت میں کلام ہے بلکہ مقصود بالذات اظہار اپنی عجز و انکسار و بیکسی و محتاجی کا ہو کہ میں اپنی روزی روزانہ اور صحت و عافیت جسمانی وغیرہ سب میں تیرا محتاج ہوں اور تعمیل حکم بھی مد نظر ہو کہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم تم مجھسے دعا مانگو میں قبول کروں گا دوسری قسم مناجات ہیں یعنی وہ ادعیہ ہیں جو توبہ اور استعانت اور اعتذار اور اظہار محبت اور تذلل اور انکسار وغیرہ اقسام کلام پر مشتمل ہیں میرا اعتقاد یہ ہے کہ ان ادعیہ کو بدون گریہ و زاری اور تضرع اور خشوع اور خضوع تام کے نہ پڑھے اور مناسب ہے کہ اون کے لئے مترصد اوقات رہے یعنی اوقات مناسب پر پڑھے اور بدون اوسکے نہ پڑھے ورنہ استہزا اور تمسخر سے مشابہ ہوگا اور یہ دونو قسم کی دعائیں برکت اہلبیت علیہم السلام سے ہمارے پاس اسقدر کثرت سے ہیں کہ عشر اعشار کے پڑھنے کی بھی فرصت اور مہلت نہیں ملسکتی ذیل اگرچہ کوئی کام دنیا کا نکرے نہ سووے نہ کھاوے نہ پیوے ادعیہ منقول ہے کو پڑھا کرے اور حیات چھٹ کر صبح تر پڑھے تب بھی اوقات شبانہ روزی اونکے لئے اکتفا نہیں کرسکتی اور نہایت

سریع الاثر اور پر تاثیر تیر بہدف ہیں بس یا انتخاب کرلیں یا کبھی کوئی کبھی کوئی اسطرح
پڑہے پہلی قسم کی دعائیں مصباح متہجد شیخ ابوجعفر طوسی اور مصباح کفعمی اور کتاب المہمات
اور اقبال سید علی بن طاؤس میں تعقیبات نماز اور ادعیہ ہفتہ اور اعمال سال وغیرہ
کے ضمن میں مذکور ہیں اور دوسری قسم کی دعائیں بھی کتب مذکورہ اور دیگر کتب
دعوات میں متفرقہ طور پر درج ہیں مثلاً ادعیہ خمسہ عشر مترجم شاید وہ پندرہ دعائیں مراد
ہیں جو صحیفہ کاملہ مطبوعہ مطبع صفدری بمبئی کے آخر میں درج ہیں اور مناجات معروف
با نجیلیہ اور دعائے کمیل وغیرہ اور صحیفہ کاملہ اکثر بلکہ کل اسی دوسری قسم سے ہیں
اور مصنف نے ادعیہ سال کو زاد المعاد میں اور ادعیہ ہفتہ کو ربیع الاسابیع میں اور ادعیہ
روز و شب کو مقباس المصابیح میں درج فرمایا ہے تینوں کتابیں قابل دید اور پاس رکھنے
کی لائق ہیں اور سفینۃ النجاۃ میں پانچ مقالوں میں دین و دنیا کی نعمتیں بھری ہیں الغرض
مصنف فرماتے ہیں کہ پھر بعض دعا ان ادعیہ میں حالت خوف کے مناسب ہے بعض حالت
رجا کے کوئی بلا سے کوئی رجا سے اسیطرح مختلف احوال جو انسان پر وارد ہوتی ہیں
اون سے متعلق ہیں پس انسان کو مناسب ہے کہ ہر حالت کے مناسب جو دعا ہو اوسکو
اوس حالت میں پڑہے اور اوسکے معنی کو غور کرتا رہے اور گریہ و زاری کرے جب طالب
سالک اس مسلک پر چلیگا تو اوسکو یقین ہو جاویگا کہ یہ خداشناسی کا بہت سیدہا راستہ
ہے دین و دنیا کے مقصد اس سے حاصل ہو سکتے ہیں پھر جاننا چاہیے کہ نفس کی بڑی
سعادتمندی اخلاق حسن اور عادات زکیہ سے ہے جیسے مصافات صاف باطنی اور
اور جود و سخا اور اخلاص اور مسکنت اور حلم وغیرہ اخلاق حسنہ جنکو شرع اور عقل
دونوں نے مستحسن سمجھا ہے اور نفس کا بڑا ہلاک اور برباد کرنیوالا اخلاق ذمیمہ ردیہ

ہیں جیسے بخل وجبن ونامردی تکبر خودبینی ریا غضب حقد وحسد کینہ وغیرہ عادات
ردی اور خراب جسکو عقل وشرع دونو برا جانتے ہیں پس انسان پر واجب ہی کہ اخلاق
سیئہ سے تصفیہ اور تخلیہ کی کوشش کری اور اطوار مرضیہ سی آراستہ وپیراستہ ہو اور صوفیہ
گمان کرتے ہیں کہ ترک مالوفات اور اعتزال سے یعنے خلق سے میل جول ترک کرنے سی
اور عزلت اور گوشہ نشینی چلہ کشی اور ارتکاب مشاق سخت مشکل اشغال کرنے سے
اور اکثر بھوکا رہنے اور کثرت سے جاگنے وغیرہ ریاضتوں سے جو اونکے طریقے ہیں اور
داب ہیں یہ دونو باتیں حاصل ہوتی ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ ان تختیوں کو
اوٹھاتے ہیں اونکے اخلاق ردیہ بڑھ جاتے ہیں اور اخلاق حسنہ گھٹ جاتے ہیں
اسلئے کہ سودا کا غلبہ ہوجاتا ہی پس کسی کو قدرت نہیں کہ اون سے بات کرسکے اونکے
روکھے پن اور کج خلقی کی وجہ سے ذلیل اور معتقد گمان کرتے ہیں کہ پیر صاحب تارک
دنیا ہیں اسوجہ سی خلق سے نفرت کرتے ہیں اور تکبر اور عجب ونکا حد سی زیادہ ہوجاتا ہی
گویا گمان کرنے لگتے ہیں کہ ہمارا درجہ انبیا سے بڑھ گیا تمام خلق کو برا سمجھنے لگتے ہیں اور
اون سے بھاگتے ہیں اسیطرح تمام اونکی صفات اور عادات کا حال ہی لیکن
خلق کو اون کا حال معلوم نہیں ہوتا اسوجہ سی کہ اونسے میل جول معاشرت معاملت
کچھ نہیں ہی اور ہمارا عقیدہ یہ ہی کہ تدبیر اصلاح نفس کی یہ ہی کہ اول آدمی اللہ تعالی سی توسل
کرے کہ یہ عادات رذیلہ اوس سے دور ہوں پھر فکر کرے اونکے انجام بد پر اور اپنے
نفس کے عیبوں کو تلاش کرے اور رذائت اصل کو کہ اصل خرابی کی جڑ کیا ہی اور
اوسکی حالت کہاں پہنچ گئی اور اوسکے اعمال کا نقصان دینیونکی خرابی اسی کہاں پہنچا گئی بعد اسکے ذہن
خصلت او عادتکا علاج کرنا شروع کری اسطرح کہ ہر روز نفس کو اوس عادتکے خلاف پر عادت ڈالی

یہانتک کہ اس عادت کی جگہ خلق اور عادتیں داخل ہو جاویں جیسے چابک سوار سرکش گھوڑے کو سدھاتا ہی جا بجا
مار کر ہٹ وغیرہ سے ہٹاتا ہی پھر چمکار کر قدم دشمہ گام پر ڈالتا ہی اور اس اثنا میں اون
احادیث کو بھی دیکھتا رہی جو ان عادات کے مذمت میں اور اونکے خلاف کی مدح میں
وارد ہیں کافی کلینی کی کتاب الایمان والکفر اس سے پُر ہے مثلاً بخیل اپنی بخل کا علاج
یوں کرے کہ اول اللہ تعالیٰ سے توسّل کرے پھر خیال کرے کہ مرنے کے بعد مال کچھ کام نہیں آویگا
اور عطا و بخشش دین و دنیا کی نفع دیتی ہی اور اللہ تعالیٰ اسکی جگہ دوسرے کو اُسکا مالک کرتا ہی
اور خلعت وعدہ نہیں کرتا پھر آیات اور احادیث جو مذمت بخل میں وارد ہیں اون کو
دھیان کرے پھر نفس کو سخاوت نکرنے پر ڈانٹے و سرزنش کرے اور سخاوت پر آمادہ
کرے پس اول مرتبہ دینا اوسکو بہت شاق و ناگوار ہوگا دوسری مرتبہ کچھ سہل معلوم ہوگا
اسی طرح رفتہ رفتہ سہل ہوتا جائیگا یہاں تک کہ عطا اور بخشش کی عادت ہو جائیگی اور روح سخاوت
ضمیر بنجاویگی کہ پھر اوسکا چھوڑنا دشوار ہوگا اسیطرح جو شخص مجالس اور محفلوں میں
اونچی جگہ ڈھونڈتا ہی سربانکی تلاش میں رہتا ہی وہ بعد مضامین مندرجہ بالا یہ کرے کہ
بار بار اپنے مرتبہ اور مقام سے پست جگہ میں بیٹھے پس پھر اوسکو اُسکی عادت ہو جاویگی
اور ترفع اور بالانشینی کا دھیان دلسے جاتا رہیگا اسیطرح تمام اخلاق و عادات کا حال ہی اور
افضل اور عمدہ توسّل کے لئے دو دعائیں صحیفہ کاملہ کی ہیں ایک دعائے مکارم الاخلاق
دوسری دعائے استعاذہ اخلاق سیئہ اور عبادات شرعی کا التزام اونکی شرائط اور آداب
کے ساتھ اُن مہلکوں کے رفع کرنیکو کافی کچھ انسان کو ضرورت ارتکاب بدعات و تشریعات
کی نہیں کہ فاسد کو فاسد سے دفع کریں وہی فاسد کا فاسد قائم رہا پھر جاننا چاہیے کہ نوافل
یومیہ اور نماز شب غرض پنجگانہ کی مکمل و پورا کرنیوالی ہیں اور ہمارے پیغمبر کی سنت اور

سیرت ہی جسکو حضرت نے مرتے دم تک ترک نہیں کیا پس تم بھی اوسکو ترک نکرو اور اگر کبھی
ترک ہو جاوے تو اوسکی قضا پڑھ لے جب میسّر ہووے ذیل کوئی وقت مقرر نہیں البتہ دن کی
نوافل کو رات کو قضا کرے اور رات کی نوافل کو دنکو ادا کرے تو بہتر ہے اور لازم ہی ہر مہینہ
پہلی جمعرات اور پچھلی جمعرات اور بیچ کی بدھ کا روزہ جو دوسرے دہہ میں اول آوے کہ یہ بھی
ہماری حضرت کی سنت ہی صلی اللہ علیہ وآلہ اور نمازِ شب میں ضروری دعاؤنکا پڑھنا اور تضرع
اور گریہ وزاری کرنا کہ یہ وقت شب محل اور موقع ہی اسکا کہ بندہ اپنی رب سے قرب حاصل
کرے اور دعا اور رحمت اور مناجات کا دروازہ مفتوح ہوتا ہی اور قلب مجتمع ہوتا ہی اور
عمل اُسوقت میں خلوص سے اقرب ہی کہ ریا کا موقع نہیں ہوتا سب پڑے سوتے ہیں چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ان ناشئة اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا کہ اٹھنا پچھلے پہر چلنے اور کہنے کو
عمدہ ہی اور لازم ہی برادرانِ ایمانی کے واسطے دعا کرنا تفصیلاً مترحم یعنی نام بنام اور ہر ہر مطالب
کی جدا جدا عبارتیں کہ وہ انسان کی حاجت روائیکے لئے عمدہ سبیل ہی اور تجکو اوسمیں دو چند بلکہ
زیادہ اُس سے ثواب حاصل ہوگا جو تو نے دوسریکے لئے طلب کیا ہی اور لازم ہی تعقیبات کا صبح
میں دعا اور اذکار ماثورہ کو پڑھے اور اوسپر مواظبت اور پابندی کرے کہ اس ساعت میں رزق تقسیم
تقسیم ہوتی ہیں اور بعد اسکی لازم ہی کہ چلنے اور بیٹھنے اور اُٹھنے میں مداومت اور التزام کرے تسبیحاتِ
اربعہ لا الہ الا اللہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کا کہ عرش عبادت اور معرفت کی
یہ چار رکن ہیں پھر درود پڑھنا محمد وآل محمد پر صلی اللہ علیہ والہ کہ وہ افضل اعمال ہی پھر مواظبت و مداومت
کرے اک مناسب مقدار پر ان چاروں ذکروں کی جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں اور وہ ماشاء اللہ
لا قوة الا باللہ رزق کیواسطے اور آسانی مشکلات کیلئے اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل دفع خوف
اعداء کیلئے اور سختی اور شدت کیواسطے اور لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین دفع

ہموم و افکار دنیا اور آخرت کیواسطی اور انکی غموم کیلئے اور افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر
بالعباد دفع کید اعدا کے لئے اور اقل مرتبہ وظیفہ کا یہ ہی کہ آدمی ہر روز سو مرتبہ اور جمعہ
کو اور شب جمعہ میں ہزار مرتبہ درود پڑھ لیا کری اور ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ موافق اپنے بدن
کی رگوں کے الحمد للہ رب العالمین کثیرا علی کل حال کو پڑھا کری اور اگر اوسکو ہر روز صبح و شام
پڑھے تو اور افضل ہی اور ہر روز ستر مرتبہ استغفار کیا کری استغفر اللہ ستر مرتبہ اور اتوب الیہ ستر مرتبہ
اور استغفار بہت کثرت سے ہونا چاہیے کہ گناہوں کی معافی اور مال و اولاد کی ترقی کا باعث ہی اور
ہر روز جدا جدا ہر ایک کو تسبیحات اربعہ سی سو سو مرتبہ پڑھی اور ہر نماز کی بعد ملا کر چاروں تسبیح کو
تیس مرتبہ اور ہر روز سو مرتبہ کہے لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور اگر اسقدر نہو سکے تو تیس
مرتبہ اور ہر روز سو مرتبہ لاحول پڑھی لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور ہر روز دس مرتبہ اشہد ان
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الہا واحدا احدا صمدا لم یتخذ صاحبۃ و لا ولدا اور طلوع
آفتاب سی پہلے اور قبل غروب آفتاب کی دس مرتبہ کہا کری لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ
الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت و یمیت و یحیی و ہو حی لا یموت بیدہ الخیر و ہو علی کل شیء قدیر
اور دس مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من ہمزات الشیاطین اور اعوذ باللہ ان یحضرون ان اللہ
ہو السمیع العلیم کہ حدیثوں میں آیا ہی کہ یہ دو سنت واجب ہیں اور اگر اونکو بھول جاوی تو انکی وقت پر
تو دوسری وقت قضا پڑھی اور بعد نماز مغرب و صبح کی سو مرتبہ کہا کری بسم اللہ الرحمن الرحیم لا
حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر اسقدر نہو سکے تو سات مرتبہ کہ یہ ستر قسم کی بلا سی
امان کا باعث ہی اور کثرت سے آدمی سورہ قل ہو اللہ پڑھا کری اور سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
اور اگر آدمی سی ہو سکے تو ہر روز سورہ قدر کو سو مرتبہ پڑھی اور آیۃ الکرسی اور آیہ شہد اللہ
انہ لا الہ اور آیہ قل اللہم مالک الملک اور سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد کو ہر نماز کی بعد پڑھے

اور اگر انسان اہلبیت نبیؐ پر ایمان رکھتا ہی تو شک نکریگا اِس امر میں کہ یہ ورد افضل ہیں اُن
اوراد قبیحہ سی جنکو جہال اور علم بدعتی لوگوں نے اہلسنت کی فرقہ کی ایجاد کیا ہی جو اہلبیت کی اقتدا
اور پیروی کے منکر ہیں ذیل علم عدد سی متعلق ہوں یا جفر سے ماخوذ ہوں یا طلسم و نیرنگ و شعبدہ
و سحر وغیرہ علوم سی اُس میں ملی گئی ہو جیسا کہ اکثر صوفیہ کی اعمال میں ہوتا ہی اور خیال رکھی نماز
جعفر طیار کا اور اقل درجہ یہ ہی کہ ہر ہفتہ پڑھ لیا کری جب کوئی سختی پیش آوی کہ یہ نماز قضائے
حاجت کی واسطی مجرب اور آزمودہ ہی اور ضرور ہی کہ کتب دعا اور اعمال مختلفہ ایام و لیالی کو آدمی پیدا
کری بہم پہچاوی کہ ہر دعا میں ایک اثر خاص ہی حصول قرب خدا کیلئی جو دوسری دعا میں نہیں
ہوتا تیسری دار اون اعمال و عملیات کا اتباع نکرنا جو کتب معتبرہ شیعہ میں ملیں کہ سُنّی خدا نی فرمایا ہی
کل عمل قلیل فی سنة من کثیر فی بدعة کہ تھوڑا سا عمل مطابق سنت کی بہتر ہی
اوس عمل کثیر سے جو بدعت میں ہو اور دیکھ کم کھانا اور کم سونا الحکمة فی خلو المعدة والنائم کالمیت
اور حیوانات یا کسی دوسری نعمت خدا کا ترک نکرنا مثل جماع کی یا تقلیل اُسکی اس درجہ پر کہ بدنکو
ضعیف و نزار کر دیوی اور عمل کی قدرت نرہی کہ بدن تیرا تیری سواری ہی جسپر تو چڑہا پھرتا ہی اور بہت
سے کاموں کے لئی اوسکی تقویت کی ضرورت ہی اور لازم ہی کہ خوراک اور لباس حلال ہو اور شبہہ سے
دور ہے بلکہ کل چیزیں جنکو آدمی اپنی نفس کی واسطی کسی نیک کام میں صرف میں لاوی وہ کام حرام
اور مشتبہ بحرام ہوں اور ضرور ہی کہ فاسق و بدکار اور ظالموں کی صحبت اور معاشرت بہت کم
کرے کہ اونکی صحبت میں سنگدل ہو جاتے ہیں اور اللہ سی دوری میں بڑا اثر ہی مگر یہ کہ تو اپنی
اندر یہ قوت دیکھی اور تیری غرض یہ ہو کہ اونکی ہدایت کری یا اونکی ظلم کو مظلوموں سی دفع کری
یا یہ کہ اونسی خوف اور تقیہ ہو اور لازم ہی کہ کھانا کھانی اور بیٹھنی اور اُٹھنی کو ایسی لوگ تلاش کری جو
آخرت پر یقین ہوں اور جسے دیکھ اُس سی خلط ملط ہو جانا چاہی کہ اکثر آدمیوں کی صحبت ایسی

زمانہ میں دنیا و دین کی ضرر ہی اور حواریوں نے عیسےٰ سے کہا یا روح اللہ ہم کس سے ہمنشینی
کریں فرمایا جسکا دیکھنا تمکو اللہ کو یاد دلائے اور بولنا اوسکا تمہارے علم کو زیادہ کرے اور
اُسکا عمل تمکو آخرت کی رغبت دلاوے اور مناسب ہے کہ جس بات میں نفع نہو اوسمیں سکوت کرے اور بدون
جانے بوجھے حلال و حرام میں دخل نہ دے بیان نکرے معنی جہنم کے کنارہ کھڑا رہتا ہے یعنی ذرا
لغزش ہوئی اور اندر گیا اور اللہ تعالی فرماتا ہے الذین یفترون علی اللہ الکذب وجوہہم
مسودۃ یوم القیمۃ کہ جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں جھوٹا قیامت کے دن اونکے منہ سیاہ
ہونگے اور مناسب ہے کہ صحبت علمائے ربانی کو غنیمت سمجھے اور انسے اپنے دین کی باتونکو حاصل کرے
اور زاہد اور عابد لوگوں سے کثرت سے ملاقات کرے تاکہ اونکے عمل اور قول و فعل اور طور طریقہ سے
تجکو نصیحت ہو اور خبردار مومنین پر سوائے خیر کے اور دوسرا گمان نکرنا اور لازم ہے کہ جو بات اُنکی
تیری نظر میں بُری معلوم ہو اوسکو محمل نیک پر حمل کرنا اور لازم ہے خدا کو یاد رکھنا اور مصیبت اور بلا
کے وقت یعنی اوس سختی پر صبر کرے اور نعمت کے وقت خدا کو یاد کرے کہ اوس نعمت کا شکر بجا لاوے
اور عبادت کے وقت پر اُسکا بیان کہے جس سے اوسکو عمل میں لاویگا اور گناہ کے وقت اوسکو
یاد رکھے جس سے اوسکو ترک کریگا خوف سے اللہ عزوجل کے اور لازم ہے مطالعہ اون احادیث کا
جو مومنین کی صفاتمیں وارد ہیں اور متقیون کے خصوصاً امیر المومنین علیہ السلام کا وہ خطبہ
جسکو آپنے ہمّام کو تعلیم فرمایا تھا اور ہمارے والد علامہ یعنی جناب ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ نے
اسپر ایک شرح لکھی ہے جو بڑی جامع ہے بس اوسکا مطالعہ ضرور کرنا تم خیال کہ اے برادر کہ ہمنے
جو کچھ اس رسالہ میں بیان کیا ہے یہ سب ہمنے معدن نبوّت سے لیا ہے ایک بات بھی اپنے دل سے
نہیں کہی اور خبردار ہمارے والد علامہ نور اللہ ضریحہ پر یہ گمان بدنکرنا کہ وہ صوفی تھے یا اُنکی
مسلک اور مذہب کے معتقد تھے حاشا وہ اس سے بری ہیں اور کیونکر ایسا ہوسکتا ہے وہ اپنے زمانہ

میں سب سے زیادہ اخبار اہلبیت علیہم السّلام سے مانوس تھے اور سب سے زیادہ احادیث کے عالم
اور عامل تھے ہاں مسلک اونکا زہد اور ورع تھا اور شروع زمانہ میں صوفی کہکر پکاری جانیلگے
جس سے اِن فرقہ کے لوگوں کو اونکی طرف رغبت ہو اور وحشت نکریں تاکہ یہ اونکو اُن فاسد
عقیدوں سے ہٹاویں اور اعمال مبتدعہ سے باز رکھیں اِس مجادلہ حسنہ کی ذریعہ سے
اُنہوں نے بہت سے خلق کو ہدایت کی اور آخر عمر میں جب دیکھا کہ یہ مصلحت جاتی رہی
اور ضلالت کے نشان اور طغیان کے جھنڈے بلند ہو گئے اور گروہ شیطان پھیل گیا اور
اُنھوں نے جان لیا کہ یہ فرقہ دشمن خدا ہے صراحتہ اون سے تبرّی او بیزاری ظاہر کی
اور اونکے عقائد باطلہ کی تکفیر کرتے تھے بین اونکے طریقہ کو اور ون سے زیادہ جانتا ہوں
میرے پاس اِس معاملہ میں اونکے خطوط موجود ہیں یہ ہمارے مقصود کا خاتمہ ہے جسکو ہم
اِس رسالہ میں ذکر کرنا چاہتے تھے ہم اب خدا سے امیدوار ہیں کہ ہمارا یہ بیان اوسکے فضل سے
طالب کو نفع دیگا اور بندہ عابد حسین انصاری سہارنپوری بھی امید رکھتا ہے کہ اسی طرح
یہ ترجمہ بھی مومنین کو نفع بخشیگا اور طالب علم سے ہم درخواستگار ہیں کہ مقامات اجابت دعا پر ہمکو
بھول نجاوے وفقنا اللہ وایاک لما یحب و یرضی ولیجعلنا وایاک ممن تذکرہ فینفعہ الذکر

قد تمت الترجمۃ فی السابع والعشرین من شہر رمضان ۱۳۱۴ھ
عند الضحی الیوم الاثنین فی مدرسہ منصبیہ انا
عبدہ عابد حسین الانصاری السہارنپوری

تمام شد

فہرست بعض کتب منجملہ کتب موجودہ کتبخانہ مطبع یو

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
	اسنی المطالب فی نجات ابیطالب	۵ر	۱۹	مودّت الاسلام	۸ر	۳۷	فیض عام ترجمہ اردو حسینیہ	۵ر
	مرشد الطلاب	۲ر	۲۰	حجۃ القدیر در باب حدیث غدیر	۳ر	۳۸	ایضاً قسم دویم	۰۴ر
	تحفۃ المومنین	۴ر	۲۱	بشارت احمدی	۷ر	۳۹	ایضاً قسم سوم	۴ر
	صیغ النکاح	۰۱ر	۲۲	ردّ الابالسۃ	۵ر	۴۰	وقائع خلافت حضرت علی	۶ر
	لکچر مولوی عباس حسین صاحب قبلہ	۰۱ر	۲۳	تنبیہ المنکرین مخزن الفرائض	۴ر	۴۱	نان و نمک	۳ر
	مولود شریف اسلیبس	۰۱ر	۲۴	سراج الایمان	۷ر	۴۲	تجہیز الموتے	۱ر ۶ پائی
	جلد اول مراثی سلیس	عصہ	۲۵	دلیل الحسنات	۳ر	۴۳	صراط النجات	۴ر
	بیاض نوحہ جات سلیس	۲ر	۲۶	انوار الہدیٰ	عصہ ۲ر	۴۴	جلاء العیون اردو	للعہ
	[illegible]	عصہ	۲۷	شمس الضحیٰ	عصہ ۴ر	۴۵	بنیان الایمان	۸ر
	[illegible] ترجمہ لیالی محزونہ	۴ر	۲۸	فضائل مرتضوی کلاں	عصہ	۴۶	ہدایت الصلوٰۃ	۲ر
	[illegible] باقر مجلسی اردو مع تکملہ	۲ر	۲۹	ایضاً ۱۶ جزو پر	۸ر	۴۷	حدیث نبوی	۴ر
	تحفۃ [illegible] ترمیم شدہ [illegible] مطبع یوسفی [illegible] جزو پر	۱۰ر	۳۰	تحفہ جعفری	۳ر	۴۸	تنقیح المسائل	۰۲ر
	احسن الدلائل	۵ر	۳۱	بیاض لوحہ جات سفید	۱۴ر	۴۹	تنبیہ الاطفال	۱ر
	ضیاء الہدیٰ	۱۲ر	۳۲	ایضاً بخبر نگا کاغذ	عصہ	۵۰	تحفۃ الحاجت	۶ر و ۵ر
	آیات محکمات اردو	۶ر	۳۳	توضیح عزا	عصہ ۸ر	۵۱	مثنوی زاد آخرت	۲ر
	عمدۃ الانشا اردو	۶ر	۳۴	سراج غم جلد اوّل	۱۴ر	۵۲	عین الیقین	۰ر
	المجرات (اردو)	عہ ۴ر	۳۵	ایضاً جلد دویم	عصہ	۵۳	اعمال الصالحین	۰۶ر
	شرب سنی	عہ ۱۲ر	۳۶	ایضاً جلد سوم	۱۴ر	۵۴	احکام الائمہ	۴ر

نکے نام لکھے گئے ہیں باقی تمام کتب خانہ کی فہرست علیحدہ چھپی ہوئی ہے جو بمحصول بھیجو پر مطبع ملسکتی ہے